Postal Regd.No.LW/NP/63/2003to2005

AUG. 2005

Vol. No. 4 - Issue No. 18

Fortnightly

Tameer-e-Hayat

Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

R.N.I. No-UP.URD/2001/6071

(0522) 2740151 مہمان خانہ

2741272 دفتر اہتمام

2741221 رابطہ ادب اسلامی (فیکس)

2741834 مجلس صحافت ونشریات

Mobile : 09415786548 Shop : 0522-2274606 Phone : 0522-2616731 (R)

Mohd. Akram Jewellers

محمد اکرم جویلرس

Near Odeon Cinema, Lucknow.

Phone : 2266786

Riyaz Ahmad
Ghayas Ahmad

ثنا جویلرس

Sana Jewellers

۱۲/۳۰۱ سرائے بانس، اکبری گیٹ، چوک، لکھنؤ

301/12, Sarai Bans,
Akbari Gate, Chowk, Lucknow-3

Phone : 2260433

جدید و دلکش سونے، چاندی کے زیورات کے لئے
ہمارے شوروم میں آپ کا خیر مقدم ہے

گہنہ پیلیس

Gehna Palace

Whenever You See Jewellery,
Think of us

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں، محمد فاروق خاں (چاند)

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ، چوک، لکھنؤ

Resi : 2226177
Akbari Gate : 2268845

سونے اور چاندی کی دنیا میں ۷۵ رسالہ دیرینہ نام

Shop : 9415002532
2613736
3958875

حاجی صفی اللہ جویلرس

ہمارا نیا شوروم

گڑبڑ جھالہ کے سامنے امین آباد، لکھنؤ

پروپرائٹر: محمد اسلم

HAJI SAFIULLAH JEWELLERS

Opp: Gadbad Jhala, Aminabad, Lucknow - 18

Ph : (0522) 2266824
2252789
Abdullah Malik
Managing Director Off : 2240999

S. ABDUL MALIK & SONS

ایس. عبدالملک اینڈ سنس

Specialist in :
Indian Attars & Synthetics Essential Oils

253/28, Nadan Mahal Road, Nakhas, Lucknow U.P India
Website : malikattars.com
E-mail : shamamahouse@rediffmail.com

Editor : *Shamsul Haq Nadwi* Office Ph : 2741235 (Ext) 18 Printed & Published by *Athar Husain*
on behalf of *Majlis-e-Sahafat-wa-Nashriyat* at *Parekh Offset Printing Press,* Tagore Marg, Lko. Ph : 0522-3943484

پندرہ روزہ

تعمیرِ حیات

لکھنؤ

اشاعت کا ۴۲ واں سال

اسلامی شریعت مکمل ترین شریعت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مکمل ترین شریعت ہے، کوئی ایسی معقول اور بھلی بات نہیں جو عقلی طور پر معقول و مستحسن ہو، اور آپ نے حکم نہ دیا ہو، اور کوئی ایسی نامناسب اور قبیح بات نہیں جس کو عقل نامناسب اور قبیح سمجھتی ہو اور آپ نے اس سے نہ روکا ہو، آپ نے کسی ایسی بات کا حکم نہیں دیا، جس کے متعلق آج یہ کہنے کا موقع ہو کہ کاش آپ اس کا حکم نہ دیتے اور نہ کسی ایسی چیز کی ممانعت کی کہ آج یہ کہا جا سکے کہ کاش آپ اس کی ممانعت نہ کرتے، آپ نے تمام پاکیزہ صاف ستھری چیزوں کو حلال کیا اور ان میں سے کسی چیز کو حرام نہیں کیا، جیسا کہ بعض شریعتوں میں حرام کیا گیا تھا، اور تمام ناپاک گندی چیزوں کو حرام کیا، ان میں سے کسی چیز کو حلال نہیں کیا جیسے کہ بعض شریعتوں میں حلال ہوئیں، دنیا کی تمام قوموں کے پاس جتنی خوبیاں اور محاسن ہیں، اس شریعت میں وہ سب جمع ہیں۔ اگر کوئی عقلمند ان عبادات کے بارے میں غور کرے گا، جو اسلام میں مشروع ہیں، اور دوسری قوموں کی عبادتوں پر بھی غور کرے گا، تو اسلامی عبادات کی برتری اور فوقیت ظاہر ہوگی، یہی حال تمام حدود و احکام اور شریعت کے مسائل و قوانین کا ہے۔

(امام ابن تیمیہؒ)

اداریہ :

وحدت اسلامی پر حملے

از : ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی

۱/۲۵ اگست ۲۰۰۵ء

Rs 7/-

اسلام کے قلب وجگر پر حملے

شروع ہی سے اسلام کے قلب وجگر اور اسکے اعصاب پر ایسے حملے ہوئے ہیں کہ دوسرا مذہب ان کی تاب نہیں لاسکتا، دنیا کے دوسرے مذاہب جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں دنیا فتح کرلی تھی، اس سے کم درجہ حملوں کو سہار نہ سکے، اور انہوں نے اپنی ہستی کو گم کردیا، لیکن اسلام نے اپنے ان سب حریفوں کو شکست دی، اور اپنی اصلی شکل میں قائم رہا، ایک طرف باطنیت اور اس کی شاخیں، اسلامی روح، اور اس کے نظامِ عقائد کیلئے سخت خطرہ تھیں، دوسری طرف مسلمانوں کو زندگی سے بے دخل کرنے کے لئے صلیبیوں کی یورش اور تاتاریوں کا حملہ بالکل کافی تھا، دنیا کا کوئی دوسرا مذہب ہوتا تو وہ اس موقع پر اپنے سارے امتیازات کھودیتا، اور ایک تاریخی داستان بن کر رہ جاتا، لیکن اسلام ان سب داخلی وخارجی حملوں کو برداشت کرلے گیا، اور اس نے نہ صرف اپنی ہستی قائم رکھی، بلکہ زندگی کے میدان میں نئی نئی فتوحات حاصل کیں، تحریفات، تاویلات، بدعات، عجمی اثرات، مشرکانہ اعمال ورسوم، مادیت، نفس پرستی تہیشات، الحاد ولادینیت اور عقلیت پرستی کا اسلام پر بارہا حملہ ہوا، اور کبھی کبھی محسوس ہونے لگا کہ شاید اسلام ان حملوں کی تاب نہ لاسکے، اور ان کے سامنے سپر ڈال دے، لیکن امت مسلمہ کے ضمیر نے صلح کرنے سے انکار کردیا، اور اسلام کی روح نے شکست نہیں کھائی، ہر دور میں ایسے افراد پیدا ہوئے، جنہوں نے تحریفات وتاویلات کا پردہ چاک کردیا، اور حقیقت اسلام اور "دین خالص" کو اجاگر کیا، بدعات اور عجمی اثرات کے خلاف آواز بلند کی، سنت کی پرزور حمایت کی، عقائد باطلہ کی بے باکانہ تردید اور مشرکانہ اعمال ورسوم کے خلاف اقتعلانیہ جہاد کیا، مادیت اور نفس پرستی پر کاری ضرب لگائی تہیشات اور اپنے زمانہ کے "مترفین" (۱) کی سخت مذمت کی، اور جابر سلاطین کے سامنے کلمہ حق بلند کیا، عقلیت پرستی کا طلسم توڑا، اور اسلام میں نئی قوت وحرکت اور مسلمانوں میں نیا ایمان اور نئی زندگی پیدا کردی، یہ افراد دماغی، علمی، اخلاقی اور روحانی اعتبار سے اپنے زمانہ کے ممتاز ترین افراد تھے، اور طاقتور دولآویز شخصیتوں کے مالک تھے، جاہلیت اور ضلالت کی ہر نئی ظلمت کے لئے ان کے پاس کوئی نہ کوئی "ید بیضاء" تھا جس سے انہوں نے تاریکی کا پردہ چاک کردیا، اور حق روشن ہوگیا، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس دین کی حفاظت اور بقاء منظور ہے، اور دنیا کی رہنمائی کا کام اسی دین اور اسی امت سے لینا ہے، اور جو کام وہ پہلے تازہ نبوت اور انبیاء سے لیتا تھا، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبین اور امت کے مجددین ومصلحین سے لے گا۔

(مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)

---

(۱) متکبر دولتمندوں اور مستغنی آسودہ حال اور فارغ البال لوگوں کو قرآن مجید "مترفین" کے لفظ سے یاد کرتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعمیرِ حیات لکھنؤ

پندرہ روزہ

اشاعت کا ۴۲ واں سال

جلد نمبر ۳۲ | ۲۵ راگست ۲۰۰۵ء مطابق رجب المرجب ۱۴۲۶ھ | شمارہ نمبر ۱۹

زیر سرپرستی:
حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

نگران خصوصی:
حضرت مولانا عبداللہ عباس ندوی
(معتمد تعلیم، ندوۃ العلماء لکھنؤ)
پروفیسر وصی احمد صدیقی
(معتمد مال، ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مدیر عام
مولانا شمس الحق ندوی

رئیس التحریر
امین الدین شجاع الدین

معاون
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

معاون
محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت
☆ مولانا نذر الحفیظ ندوی ☆ مولانا عبداللہ حسنی ندوی
☆ مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری

زرتعاون
سالانہ ۱۵۰/- فی شمارہ ۷/-
ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک ۳۵/- ڈالر
ڈرافٹ منیجر تعمیر حیات لکھنؤ کے نام سے بنائیں

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ
Tameer-e-Hayaat
Post Box No.93, Tagore Marg, Badshah Bagh Lucknow-226007
فون (دفتر) 18 2787250(Ext) مہمان خانہ 2740151 (0522)

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

مضامین ومندرجات سے متعلق سارے امور میں رئیس التحریر سے خط وکتابت کی جائے اور انتظامی امور میں مدیر عام سے رجوع کریں۔

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے پارکیہ آفسیٹ پرنٹنگ پریس، نیگور مارگ، لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات نیگور مارگ، بادشاہ باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔

H1Computer Institute Lko 9335214913

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

ہم نے اپنے اندرونی اختلاف سے شکست کھائی ہے	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی	۲
وحدت اسلامی پر حملے	(حضرت مولانا) عبداللہ عباس ندوی	۳
اساتذہ کے کرنے کا اصل کام	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۴
ہے وہ رحمت کا دھارا مسلسل رواں	جناب شان الحق حقی	۱۴
امراض کی تشخیص اور علاج کی تجویز	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۶
علم واخلاق: اسوۂ رسول پاک ﷺ	ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی	۱۰
اور جب رحمت خداوندی جوش میں آئی	جناب مولانا شمس الحق ندوی	۱۳
مولانا شرف عالمؒ	ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی	۱۵
اک دن سب کو جانا ہے	نازاں جمشید پوری	۱۶
سوال وجواب	مفتی محمد طارق ندوی	۱۷
علوم قرآن اور ندوۃ العلماء	محمد طارق ایوبی ندوی	۱۸
علامہ اقبال اور علامہ سید سلیمان ندوی	مولوی منور سلطان ندوی	۲۱
تحریک آزادی اور ندوۃ العلماء	مولوی فرمان نیپالی	۲۴
دیندار حضرات میں شرح بیماری کی کمی	مولوی سلمان خاں ندوی	۲۶
امیر شریعت: نقوش وتاثرات	جناب مولانا شمس الحق ندوی	۲۹
نعت النبی ﷺ نمبر	مولوی محمود حسن حسنی	۳۰
رحل: از جناب تسنیم فاروقی	〃 〃	۳۲

آپ کے پتہ کے کنارے خریداری نمبر کے نیچے لال یا کالی لکیر ہے تو سمجھئے کہ آپ کا زرتعاون ختم ہوچکا ہے۔ لہٰذا جلدی زرتعاون ارسال کریں اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ منیجر تعمیر حیات

ہم نے اپنے اندرونی اختلافات سے شکست کھائی ہے

تاریخ اسلام کا سب سے بڑا المیہ نفسانیت کا وہ کھیل ہے جو ہمیشہ اپنا تماشہ دکھاتا رہا، ہم نے کبھی اپنے دشمنوں سے شکست نہیں کھائی، تاریخ عالم اور تاریخ اسلام پر نظر رکھنے والے ایک طالب علم کی یہ بات سن لیجئے اور اس کو اپنے دلوں اور دماغوں میں امانت رکھ لیجئے کہ ہم نے کبھی اپنے دشمنوں سے شکست نہیں کھائی ہے، ہم نے اپنے اندرونی اختلافات سے شکست کھائی ہے، اسی نفسانیت کی بدولت ہم نے سلطنتیں کھوئی ہیں، ہمارے ملکوں کے چراغ گل ہو گئے ہیں، اور اسلام بعض اوقات پورے پورے ملکوں سے خارج کر دیا گیا ہے۔

اس کی میں صرف ایک مثال دوں گا، وہ مثال اسپین کی ہے، اسپین سے اسلام کو نکالنے والی سب سے بڑی طاقت نفسانیت اور باہمی خانہ جنگی تھی۔

میں اسے تسلیم نہیں کرتا کہ تنہا عیسائی طاقت نے اندلس سے اسلام اور مسلمانوں کو نکالا اور انکا چراغ گل کر دیا، اس میں بہت کچھ دخل تھا، شمالی عربوں، حجازیوں اور یمنی عربوں کی باہمی آویزش اور داخلی نزاعات کا جو عرصہ سے چل رہے تھے، یمنی اور حجازی، ربیعہ اور مضر کی باہمی جنگ سے یہ نوبت آئی کہ اسلام اسپین سے آخری طور پر نکال دیا گیا اور یہ ملک اقبالؔ کے الفاظ میں اذانوں سے محروم ہو گیا۔

دیدۂ انجم میں ہے تیری زمیں آسماں
آہ کہ صدیوں سے ہے تیری فضا بے اذاں

یہی داستان اکثر اسلامی ملکوں کی ہے، برصغیر ہند میں مغلوں کا شیرازہ بکھیرنے والی، مسلمانوں کو اقتدار سے محروم کر دینے والی اور ان کی طاقت کا چراغ گل کر دینے والی چیز یہی نفسانیت تھی۔

(ماخوذ از: نئی دنیا (امریکہ) میں صاف صاف باتیں)

وحدت اسلامی پر حملے

(حضرت مولانا) عبداللہ عباس صاحب ندوی

یہودی سازشوں اور نصرانی چالبازیوں نے اس وقت اپنا سب سے بڑا ہدف وحدت اسلامی کو قرار دیا ہے، شرق اوسط میں یورپین ممالک کا مشترک پائے تخت اسرائیل ہے، اس کو بچانے کیلئے امریکہ، یورپین ممالک کی طرف سے جو تدبیریں ممکن تھیں کی جا چکی ہیں اور کی جا رہی ہیں، افغانستان کو تاراج اسی لئے کیا کہ وہاں اسلام کی جڑیں بہت گہری اور پائیدار کرنے کے سوا کوئی چارۂ کار نظر نہیں آیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ''دفن ہے اس کے خاکستر میں شرار آرزو'' ۱۱ر ستمبر کا ایک ڈرامہ اس لئے تیار کیا گیا کہ اس ملک کو تباہ کرنے کے منصوبے پر عمل ہو، پھر عراق سے خطرہ تھا کہ اس کے پاس آتش گیر مادے استعمال کرنے کی صلاحیت ہے اس لئے اس کی اینٹ سے اینٹ بجانا ضروری تھا، اب ایران پر حملہ کی تیاریاں مکمل ہو چکیں، بار بار دھمکیاں دی جا چکیں، کیونکہ یہ بھی مسلمان ملک ہے اور اسرائیل کی دشمنی میں کبھی مائل ہو سکتا ہے، اب رہا مکہ اور مدینہ اور خلیج کا پٹرول اور عالم اسلام میں ''مؤتمر اسلامی'' (مسلم وزارت خارجہ کانفرنس) اسلامی ترقیاتی بینک، وحدت اسلامی کی دعوت، حج کی اجتماعیت، ہر بات اسرائیل کے لئے خطرہ کی گھنٹی ہے خواہ عملاً کوئی خطرہ نہ ہو، مگر آتش و آہن پر قابض اقوام کی دور رسی ان کو بتا رہی ہے کہ حکومتیں ختم ہو سکتی ہیں، مسلمان لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں ذبح کئے جا سکتے ہیں، ان کی آبادیاں ویران کی جا سکتی ہیں مگر وحدت اسلامی کو پارہ پارہ کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے اس میں شک نہیں کہ چند یہودی مزاج افراد اپنی دوکانِ مشیخیت چلانے کے لئے، مسلمانوں کو اپنی تاریخ اور باطنی تحریکات میں پھنسانے کیلئے لڑاتے رہے ہیں، مگر ''بڑی طاقتوں'' کے لئے اس سے مسلمانوں میں اتنی پھوٹ نہیں پڑ رہی ہے جو ان کے پلان کے مطابق ہو، اس لئے اب جنگ کے دو مورچے ہیں، ایک مسلم ممالک کو ایک ایک کر کے تباہ کرنا، اور دوسرا مورچہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی جماعتوں کو متحد نہ ہونے دیا جائے، یہ لوگ آپس میں مل کر باتیں بھی نہ کریں، ان کے اخبار وحدت اسلامی کا چرچا بھی نہ کریں، اور بڑی طاقتوں کے سامنے سب سے بڑی طاقت مال کی ہے، اس طرح ان تمام اداروں کو جن راستوں سے مالی امداد پہونچ سکتی تھی ان کے راستے بند کر دئے جائیں، یہ پلان بھی پوری قوت کے ساتھ عالم اسلام میں کام کر رہا ہے اور مسلمانوں میں جن کی قیادت کسی درجہ میں تسلیم کی جا چکی ہے ان سے عوام کو کاٹنے اور دور رکھنے کی کوششیں مختلف پیمانوں پر کام کر رہی ہیں اور ''بیچارہ مسلمان'' اس شتر مرغ کی طرح ہے جس کو شکاری پکڑنے کے لئے دوڑتے ہیں تو وہ اپنا سر ریت کے اندر چھپا لیتا ہے، کچھ لوگ دنیا کے جھمیلوں سے کٹ کر سر سے تان کر چادر اوڑھ لیتے ہیں اور منہ ڈھک کر سوتے رہتے ہیں، حالانکہ پوری تاریخ ان کے سامنے ہے، دنیا کا حال اگر جاننا چاہیں تو بڑے علم و فضل و بحث و تحقیق کی ضرورت نہیں ہے، مسلم افریقہ کا حال دیکھیں جہاں مغرب کی غلامی کے زمانہ میں اپنے ملک کی دولت اپنا سونا اور چاندی حاصل کرنا تو الگ رہا اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ نہیں سکتے تھے، ان کو زبردستی جاہل رہنے پر مجبور کیا گیا تھا، ایک افریقی دوسرے افریقی سے بات نہیں کر سکتا تھا، ایک گھر میں اگر چار افریقی ملازم ہیں تو ان کو الگ الگ جنگلوں میں پہریداری کے لئے بھیج دیا جاتا، اگر کہیں اطلاع ملی کہ دو افریقی آپس میں بات کرتے ہوئے پکڑے گئے تو ایک گولی سے اڑا دیا جاتا، وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کئے جاتے تو ریل کے ڈبوں میں باندھ کر کھڑا رکھا جاتا، گائے بھینس ٹرینوں کے ڈبوں میں جس طرح سوار کئے جاتے ہیں وہ بھی اسی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کئے جاتے، ابھی وہ زمانہ پوری طرح سے مسلمانوں پر آیا نہیں ہے لیکن مکمل تیاری اس کی ہے کہ ان کو اپنی اصل سے منقطع کیا جائے، ان کی بنیاد پر حملے کئے جائیں، جو صاحب اختیار اس منظر کو دیکھ رہے ہیں وہ دم بخود ہیں، اور جو جو شیلے جوان اپنی جان دے کر اس کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں ان کو ہلاکت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، یہ واقعہ ہے کہ باہر کے حملہ آور کسی ملک پر اسی وقت کامیاب ہوتے ہیں جب اندرون ملک میں بھی خلفشار، بے راہ روی اور ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے خود غرضی عام ہو، عالم اسلام کا جائزہ لینے والا یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ مسلمان ممالک سب اسی طرح خود غرضی کا شکار ہیں اور افراد میں کوئی حس نہیں ہے، لیکن اس کے وجود کا کلیۃً انکار بھی نہیں کیا جا سکتا، وقت کا تقاضہ ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کی دعوت عام کی جائے لیکن اللہ کی رسی کا مطلب دین اسلام کی وحدت ہو نہ کہ دعوت دینے والے صاحب کا اپنا طریقہ، اپنا مدرسہ، اپنی خانقاہ، اور اپنی بارگاہ ہو۔

حسن دلنواز

طلبہ میں مقصدیت کے جذبہ کو فروغ دینا اساتذہ کی اصل ذمہ داری

حضرت ناظم صاحب کا اساتذۂ دارالعلوم سے ایک خطاب

ترتیب وپیشکش: مولوی سلمان نسیم ندوی
دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۱۸؍اگست، بروز جمعرات: حضرت ناظم صاحب ندوۃ العلماء، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے دارالعلوم کے معزز اساتذہ کرام سے ایک فکر انگیز خطاب فرمایا، حضرت مولانا کا یہ جامع اور پر مغز خطاب، تعلیم وتربیت کی اہمیت، معلم کا مقام ومرتبہ، مدارس کی موجودہ صورت حال اور مستقبل کے لائحہ عمل جیسے اہم نکات پر مشتمل تھا، حضرت مولانا نے فرمایا کہ:

''تعلیم وتربیت ہی ایک ایسی چیز ہے جو ہر بچہ کی شخصیت کو نکھارتی اور چمکاتی ہے۔ تعلیم وہ شاہ کلید ہے جو ایک فرد کی پوشیدہ صلاحیتوں اور قابلیتوں کے قفل کھول دیتی ہے، فکر وفن کے جواہر پاروں کو صفحۂ قرطاس پر بکھیرنے کی صلاحیت تعلیم ہی عطا کرتی ہے۔''

مولانائے محترم نے معلم کے مقام ومرتبہ اور معلم ومنتظم کے فرق کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

''ایک منتظم کا تعلق قانونی امور، انتظام و انصرام اور ڈسپلن سے ہے اس کا کام صرف سہولت پیدا کرنا، نظم پیدا کرنا اور کام کو خاطر خواہ انجام پذیر ہونے میں مدد دینا ہوتا ہے، لیکن معلم کا تعلق براہ راست طالب علم سے ہوتا ہے، وہ اس کی روح کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے پھر معلم کی عزت ومحبت طالب علم کے دل میں گھر کر جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ منتظم اپنی اہمیت کے باوجود تعلیم وطلباء پر زیادہ اثر نہیں ڈال پاتا بلکہ تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ایک ہر دلعزیز معلم بھی اگر انتظامی امور سے جڑ جائے تو صورت حال بدل جاتی ہے اس میں نقص معلم کا نہیں بلکہ یہ طالب علم کی خاص ذہنیت کا نتیجہ ہے، اس کے برعکس ایک حقیقی معلم، طالب علم کے ذہن ودماغ پر اثر ڈالتا ہے، اس کا کام بڑا صبر آزما ہوتا ہے، برسوں کی عرق ریزی کے بعد بے ھنگم پتھروں کو تراش کر ہیروں میں تبدیل کرتا رہتا ہے، اور یہ واقعہ ہے کہ انسان کو انسان بنانے میں والدین سے کہیں زیادہ رول اور کردار معلم ومربی کا رہا ہے۔

بلا شبہ انسانی دنیا تغیرات وانقلابات کی آماجگاہ ہے لیکن ایک حقیقت جو قدرت کے اٹل فیصلہ کی طرح بلا اختلاف مذہب وملت ازل سے قائم ہے وہ ہے معلم ومربی کا مقام ومرتبہ اور دلوں میں موجزن ان کا ادب واحترام، وزارت عظمیٰ ہو یا منصب صدارت یہ سب اپنے طمطراق وجلالت شان کے باوجود معلم مربی اور مدرس کے رتبہ بلند تک پہونچنے سے قاصر ہیں۔''

مولانا نے تعلیم کو تربیت سے جوڑتے ہوئے فرمایا:

''تعلیم صرف معلومات کو منتقل کردینے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ تعلیم وتربیت کے درمیان ایک اٹوٹ ولافانی رشتہ ہے معلم کا کام صرف ذہن ودماغ کو روشن کرنا نہیں ہے بلکہ طالب علم کے باطنی وظاہری توازن کو نہ صرف برقرار رکھنے بلکہ اس پر قابو پانے کا نام ہے، جو اسباق پڑھائے جاتے ہیں وہ اپنی جگہ اہمیت رکھتے ہیں لیکن اسی کے ساتھ معلم کی ایک اہم ذمہ داری یہ ہیکہ غیر محسوس طریقہ سے طالب علم کے اندر حسن وخوبی کی پرکھ، حق کی تلاش کا جذبہ، نیکی پر عمل کا میلان پیدا کرے دراصل یہی وہ اجزاء ہیں جو طالب علم کی شخصیت کا حصہ بن جاتے ہیں۔''

حضرت مولانا نے ''معلم ومتعلم کے بے لوث رشتہ'' کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''.....

ضرورت اس بات کی ہے کہ معلم ومتعلم کے درمیان انس وقربت کا رشتہ استوار ہو۔ یوروپین نظام تعلیم میں طلبہ کو درجوں اور سیکشنوں میں محض انتظامی طور پر تقسیم کیا جاتا ہے، ورنہ اصل تقسیم وہ ہوتی ہے جو طلبہ اور اساتذہ کے درمیان ہوتی ہے، یعنی استاذ کی نگرانی وتربیت میں طلبہ کی ایک معتدبہ تعداد ہوتی ہے، پھر وہ طلبہ ان اساتذہ کے افراد خانہ کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں، استاذ ان کی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ ان کی معاشرتی، سماجی اور زندگی کی دوسری الجھنوں کو سلجھاتا ہے، قدیم زمانوں میں بھی جبکہ نظام تعلیم وسیع نہیں ہوتا تھا، معلم ہی سب کچھ ہوتا تھا، تعلیم نظام کے وسیع ہو جانے پر بھی معلم کے مقام واہمیت کو کم نہیں سمجھا گیا، چنانچہ پرانی درسگاہیں، خواہ انگلستان کے آکسفورڈ اور کیمبرج ہی کی کیوں نہ ہوں، استاد کو بہت اہم مقام دیتی ہے، ان میں طالب علم استاد ہی پر منحصر اور اس کو اسی سے وابستہ رہنا پڑتا ہے، اسلامی تاریخ میں بھی برابر معلم کو اصل اہمیت دی گئی اور تعلیم وتربیت کا انحصار اسی پر سمجھا گیا ہے۔''

مولانا نے مدارس کی موجودہ حالت زار کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''.....آج کل مدارس کے طلبہ کی عام ذہنیت یہ بنتی جارہی ہے کہ وہ مدارس میں رہ کر خارجی سرگرمیوں میں بھی مشغول رہتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نہ اپنے اساتذہ سے جڑ پاتے ہیں اور نہ ہی ان کی استعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہمیں حیرت اس وقت ہوتی ہے جب ایک طالب علم ابتدائی درجوں میں جس استعداد کا مالک ہوتا ہے، فراغت کے بعد بھی اس کی اس صلاحیت میں شمہ برابر اضافہ نہیں ہو پاتا ہے، اس کی وجہ اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ مقصدیت کا فقدان ہے، آج اساتذہ و معلمین کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ طلبہ میں مقصدیت اور تعلیم کی طرف رغبت ودلچسپی پیدا کریں، اور یہ بات ان کے سامنے اس انداز میں پیش کریں کہ ان کی بات ان کے دل میں اتر جائے، مدارس اور خصوصاً دارالعلوم ندوۃ العلماء کا اصل اور حقیقی مقصد ربانی علماء، دریائے شریعت کے شناور اور رفتار زمانہ کے نباض داعی پیدا کرنا ہے، نیز دنیائے انسانیت کو آج اسی چیز کی ضرورت ہے، اگر ہمارے اساتذہ کرام نے طلبہ کے اندر ''مقصدیت'' اور ''دلچسپی'' پیدا کردی تو مدارس موجودہ بحران کے بھنور سے نکل سکتے ہیں، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب معلم کو جس کو توفیق ایزدی نے ''معلم'' بنایا ہے اس کو اپنے پیشہ سے عشق ہو، اخلاص ہو، اور وہ اپنے خون جگر سے کشت زاروں کو سینچتا ہو۔''

اس نشست میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے تقریباً تمام مؤقر اساتذۂ کرام شریک تھے حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم ڈاکٹر سعید الرحمٰن الاعظمی ندوی مدظلہ العالی بھی اس مجلس میں بہ نفس نفیس موجود تھے۔

ایک رپورٹ

اقوام متحدہ کا طرز عمل اور کارگردگی

اقوام متحدہ بالادست اور حکمران ممالک کے مفادات کا محافظ ثابت ہوئی ہے۔

ورلڈ اسلامک فورم نے اس سال اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے سالانہ اجلاس کے موقع پر عالم اسلام کے حوالے سے اقوام متحدہ کے اب تک کے طرز عمل اور کارکردگی کے بارے میں ایک جائزہ رپورٹ شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے، جس میں اقوام متحدہ کے تنظیمی ڈھانچے، مجموعی کارگردگی، عالم اسلام کے بارے میں طرز عمل اور اصلاحات کے مجوزہ خاکے کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا۔ یہ فیصلہ ۲۰ جون کو ورلڈ اسلامک فورم کی مرکزی کونسل کے اجلاس میں کیا گیا۔ اب جبکہ اقوام متحدہ نئی اصلاحات کے ساتھ ایک عالمی حکومت کی حیثیت اختیار کرتی جارہی ہے عالم اسلام کو اقوام متحدہ کے مجموعی کردار اور طرز عمل کا ٹھنڈے دل ودماغ کے ساتھ جائزہ لے کر اپنے آئندہ طرز عمل کا فیصلہ کرنا چاہئے، جب اقوام متحدہ وجود میں آئی تھی اس وقت ایک دو مسلم ممالک کے علاوہ اکثر مسلم ممالک غلام تھے اس لئے مغربی ممالک نے اقوام متحدہ کا منشور اور تنظیمی ڈھانچہ یکطرفہ طور پر اپنے فکر وفلسفہ کی بنیاد پر طے کردیا اور عالم اسلام کے عقائد اور ثقافت کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔ اسی طرح اپنے عملی کردار کے حوالہ سے اقوام متحدہ بالادست اور حکمران ممالک کے مفادات کی محافظ ثابت ہوئی ہے اور ویٹو پاور رکھنے والے پانچ ملکوں کے سوا کسی کو اقوام متحدہ کے فیصلوں میں اختیار کر کے درجے کی شرکت حاصل نہیں ہے جبکہ مزید اصلاحات میں بھی دوسرے ممالک کو شریک کرنے کی بات محض نمائشی ہے، دراصل بالادست قوتیں اور امیر ممالک اقوام متحدہ کے ذریعہ دنیا پر اپنا کنٹرول مزید مستحکم کرنے اور اپنا فلسفہ وثقافت مسلط کرنے کی فکر میں ہیں اس لئے اس صورتحال سے عالمی رائے عامہ اور دنیا بھر کے مسلم عوام کو آگاہ اور بیدار کرنا ضروری ہے اور اسی مقصد کے لئے ورلڈ اسلامک فورم نے ''جائزہ رپورٹ'' مرتب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تیزی سے بدلتی ہوئی عالمی صورتحال میں دینی حلقوں کو بیدار رکھنے کی ضرورت ہے اور علماء کرام کو اس سلسلہ میں روایتی بے پروائی کو چھوڑ کر متحرک کردار ادا کرنا ہوگا۔

یہودیت اپنے سیاسی اور معاشی ایجنڈے کے ذریعہ دنیا پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے سرگرم عمل ہے۔ مسیحیت کے دو حلقے متحرک ہیں ایک حلقہ سیکولرزم کے فروغ کے عنوان سے مسلم امہ کو دین سے بیگانہ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے جبکہ دوسرا حصہ مسیحی مشنریوں کی صورت میں دنیا کے مختلف ممالک میں ہزاروں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے تگ ودو کر رہا ہے۔ عالم اسلام کے دینی حلقوں کو ان سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر ہونا چاہئے۔

اجلاس میں گوانتاناموبے کے امریکی قید خانے میں قرآن کریم کی بے حرمتی کے افسوس ناک واقعات کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت امریکہ سے مطالبہ کیا گیا کہ ان واقعات کے مرتکب افراد کے خلاف کاروائی کی جائے۔ قرارداد میں او آئی سی کے ہیڈ کوارٹر سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں متحرک کردار ادا کرے اور قرآن کریم کی حرمت وتقدس کے تحفظ کے لئے اسلامیان عالم کے جذبات واحساسات کی نمائندگی کرے۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ او آئی سی کے اس مطالبہ کی حمایت کی گئی ہے کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں مسلم ممالک کے لئے ایک نشست مخصوص کی جائے۔ یہ عالم اسلام کا حق ہے جس سے مسلسل غفلت برتی جارہی ہے مگر او آئی سی کو صرف سلامتی کونسل کی ایک نشست کے مطالبہ پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے بلکہ اقوام متحدہ کے پورے تنظیمی ڈھانچے اور انسانی حقوق کے منشور پر نظر ثانی کا بھی مطالبہ کرنا چاہئے۔ ایک اور قرارداد میں دنیا بھر کے دینی اداروں اور حلقوں اور خاص طور پر برطانیہ کے دینی مراکز سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ موجودہ عالمی صورتحال اور بڑھتی ہوئی مشکلات ومسائل سے مسلمانوں کو باخبر کرنے کا اہتمام کریں۔ (بشکریہ جناب عیسیٰ منصوری صاحب)

عام امتِ مسلمہ سے ایک جامع خطاب

امراض کی تشخیص اور علاج کی تجویز

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

''میں مسلمانوں کی عام جماعت کی طرف اب مخاطب ہوں اور کہتا ہوں، اے آدم کے بچو! دیکھو تمہارے اخلاق سوچکے ہیں، تم پر بیجا حرص وآز کا ہوکھا سوار ہوگیا ہے، تم پر شیطان نے قابو پالیا ہے، عورتیں مردوں کے سر چڑھ گئیں ہیں اور مرد عورتوں کے حقوق برباد کررہے ہیں، حرام کو تم نے اپنے لئے خوشگوار بنالیا ہے، اور حلال تمہارے لئے بدمزہ ہوچکا ہے، پھر قسم ہے اللہ کی، اللہ نے ہرگز کسی کو اس کے بس سے زیادہ تکلیف نہیں دی ہے، چاہئے کہ تم اپنی شہوانی خواہشوں کو نکاح کے ذریعہ پوری کرو، خواہ تمہیں ایک سے زیادہ نکاح ہی کیوں نہ کرنا پڑے، اور اپنے مصارف وضع قطع میں تکلف سے کام نہ لیا کرو، اسی قدر خرچ کرو جس کی تم میں سکت ہو، یاد رکھو! ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھاتا، اور اپنے اوپر خواہ مخواہ تنگی سے کام نہ لو، اگر تم ایسا کروگے تو تمہارے نفوس بالآخر فسق کے حدود تک پہونچ جائیں گے، اللہ تعالیٰ اس کو پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندے اس کی آسانیوں سے نفع اٹھائیں، جیسا کہ یہ بھی اسی کو پسند ہے کہ جو چاہیں وہ اعلیٰ مدراج پر احکام کی پابندی بھی کرسکتے ہیں، اپنے شکم کی خواہشوں کی تکمیل چاہئے کہ کھانوں سے کرو اور اتنا کمانے کی کوشش کرو جس سے تمہاری ضرورتیں پوری ہوں، دوسروں کے سینوں کے بوجھ بننے کی کوشش نہ کرو کہ ان سے مانگ مانگ کر کھایا کرو، تم ان سے مانگو اور وہ نہ دیں، اسی طرح بیچارے بادشاہوں اور حکام کے اوپر بوجھ نہ بن جاؤ، تمہارے لئے یہی پسندیدہ ہے کہ تم خود کما کر کھایا کرو، اگر تم ایسا کروگے تو خدا تمہیں معاش کی بھی راہ سجھائے گا، جو تمہارے لئے کافی ہوگی۔

اے آدم کے بچو! جسے خدا نے ایک جائے سکونت دے رکھی ہو، جس میں وہ آرام کرے، اتنا پانی جس سے وہ سیراب ہو اتنا کھانا جس سے بسر ہو جائے، اتنا کپڑا جس سے تن ڈھک جائے، ایسی بیوی جو اس کی شرمگاہ کی حفاظت کرسکتی ہو، اور اس کو رہن سہن کی جدوجہد میں مدد دے سکتی ہو، تو یاد رکھو کہ دنیا کامل طور سے اس شخص کو مل چکی ہے، چاہئے کہ اس پر خدا کا شکر کرے۔

بہرحال کوئی نہ کوئی کمائی کی راہ آدمی ضرور اختیار کرے اور اسی کے ساتھ قناعت کو اپنا دستور زندگی بنائے، اور رہنے سہنے میں اعتدال کا جادہ اختیار کرے، اور اللہ کی یاد کے لئے جو فرصت ہم دست ہو اسے غنیمت شمار کرے، کم از کم تین وقتوں صبح شام اور پچھلی رات کے ذکر کا خاص طور پر خیال رکھے، حق تعالیٰ کی یاد اس کی تسبیح وتہلیل اور قرآن کی تلاوت کے ذریعہ سے کیا کرے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے اور ذکر کے حلقوں میں حاضر ہوا کرے۔

اے آدم کے بچو! تم نے ایسے بگڑے ہوئے رسوم اختیار کرلئے ہیں، جن سے دین کی اصلی صورت بگڑ گئی ہے، تم عاشوراء کے دن، جھوٹی باتوں پر اکٹھے ہوتے ہو، اسی طرح شب برات میں کھیل کود کرتے ہو، اور مردوں کے لئے کھانے پکا پکا کر کھلانے کو اچھا خیال کرتے ہو، اگر تم سچے ہو تو اس کی دلیل پیش کرو۔

اسی طرح اور بھی بری بری رسمیں تم میں جاری ہیں، جس نے تم پر تمہاری زندگی تنگ کردی ہے، مثلاً تقریبات کی دعوتوں میں تم نے حد سے زیادہ تکلف برتنا شروع کردیا ہے، اسی طرح ایک بری رسم یہ بھی ہے کہ کچھ بھی ہوجائے، لیکن طلاق کو گویا تم نے ناجائز ٹھہرالیا ہے، یونہی بیوہ عورتوں کو نکاح سے روکے رہتے ہو، ان رسموں میں تم اپنی دولت ضائع کرتے ہو، وقت برباد کرتے ہو، اور جو صحت بخش روش تھی، اسے چھوڑ بیٹھے ہو۔

تم نے اپنی نمازیں برباد کررکھی ہیں، تم میں کچھ لوگ ہیں، جو دنیا کمانے میں اور اپنے دھندوں میں اتنے پھنس گئے ہیں کہ نماز کا انھیں وقت نہیں ملتا، کچھ لوگ ہیں جو قصہ کہانی سننے میں وقت گنواتے ہیں، خیر پھر بھی اگر ایسی مجلسیں لوگ ایسے مقامات پر قائم کیا کرتے جو مسجدوں سے قریب ہوں تو شاید ان کی نمازیں ضائع نہ ہوتیں، تم نے زکاۃ کو بھی چھوڑ دیا ہے، حالانکہ کوئی ایسا دولت مند نہیں ہے، جس کے اقرباء واعزہ میں حاجت مند لوگ نہیں ہوتے، اگر ان لوگوں کی وہ مدد کیا کریں اور ان کو کھلایا پلایا کریں اور زکاۃ کی نیت کرلیا کریں تو یہ بھی ان کے لئے کافی ہوسکتی ہے۔

تم میں بعضوں نے روزے چھوڑ رکھے ہیں خصوصاً جو فوجی ملازم ہیں کہتے ہیں کہ وہ روزہ رکھنے پر قادر نہیں ہیں، یعنی جو محنت انھیں برداشت کرنی پڑتی ہے، اس کے ساتھ روزے نہیں رکھ سکتے، تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ تم نے راہ غلط کردی ہے، اور تم حکومت کے سینہ پر بوجھ بن گئے ہو، بادشاہ جب اپنے خزانہ میں اتنی گنجائش نہیں پاتا جس سے تمہاری تنخواہ ادا کرے، تب رعایا پر زندگی کو دشوار کرتا ہے، سپاہیو! یہ تمہاری کیسی بری عادت ہے۔۔۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو روزے رکھتے ہیں، لیکن سحری نہیں کرتے، اور رمضان میں ان سخت کاموں کو نہیں چھوڑتے، جن کی وجہ سے روزے ان پر گراں ہوجاتے ہیں۔''

آخر میں فرماتے ہیں:

''اصلاحی مطالبات کا اس زمانہ میں جن جن امور سے متعلق تقاضا ہورہا ہے، اس کا ایک طویل باب ہے، لیکن کھڑکی سے آدمی بڑی نیکیوں کو جھانک سکتا ہے، اور ڈھیر کے لئے اس کا نمونہ کافی ہے۔''

مضمون نگار حضرات سے مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ اپنے مضامین کی اصل کاپی مدیر کے نام ارسال کریں۔ زیراکس کاپی مدیر اور کمپوزیٹر دونوں کے لئے زحمت کا باعث بنتی ہے۔

اعلان

ضرورت ہے:

جامعۃ المؤمنات الاسلامیہ لکھنؤ

کے لئے ایسی خواتین کی ضرورت ہے جو نگرانی اور تربیت کا فریضہ انجام دے سکیں۔ کسی اسکول یا کالج کے انتظام کا تجربہ رکھنے والی دیندار خواتین کو ترجیح دی جائے گی۔

مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں:

☆ جامعۃ المؤمنات الاسلامیہ، دوبگا، ہردوئی روڈ، لکھنؤ

فون: 2246196, 2248102

☆ جمعیت شباب الاسلام، بردلیا، نیگور مارگ، لکھنؤ

فون: 2740553

صدیقی کتاب گھر

ہمارے یہاں ہر طرح کے قرآن مجید، سیپارے، دہلی، دیوبند، لکھنؤ کے کتب خانوں خاص طور سے ندوہ کی درسی وغیر درسی کتابیں ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہیں، کتابوں کے تاجروں اور مدارس ومکاتب کے لئے خاص رعایت۔

صدیقی کتاب گھر

یونین بینک کے سامنے، کچہری روڈ، امین آباد لکھنؤ

9415325342, 9335070284

ممبئی کے قارئین کی خدمت میں

ممبئی کے قارئین ''تعمیر حیات'' سے گزارش ہے کہ ''تعمیر حیات'' کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔

ALAUDDIN TEA

44,Haji Building, S.V.Patel Road

Null Bazar, Mumbai-400003

Tele: Add Cupkettle

Tel:3460220,3468708

افسوس کہ خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز نے جولائی ۲۰۰۵ء کو ریاض میں جو مملکت سعودی عربیہ کا دارالسلطنت ہے، انتقال کیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کا دور حکومت ۲۳ سال کے عرصے پر محیط رہا۔ حالانکہ ادھر چند سالوں سے ان کی علالت کی وجہ سے اس وقت کے ولی عہد اور موجودہ بادشاہ شاہ عبداللہ پر ذمہ داریاں زیادہ آگئی تھیں، متعدد حیثیتوں سے شاہ فہد کا دور یاد رکھا جائے گا۔ حرمین شریفین کی توسیع کا کام اور اس کی خدمت جس فراخ دلی سے کی گئی اس کی گذشتہ تاریخ میں نظیر نہیں ملتی، دوسرا کارنامہ قرآن کریم کی اشاعت کا ہے کہ دنیا کے گوشے گوشے میں اس کے نسخے پہنچائے گئے، مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے کا کام کراکے وسیع پیمانے پر لوگوں کو مہیا کرائے گئے اس کے علاوہ دنیا بھر سے آنے والے حاجیوں کی خدمت اور ان کو سہولت پہنچانے کا کام اور اسلام و مسلمانوں کے تئیں دنیا کے جس گوشہ میں ضرورت محسوس کی، خدمت اور تعاون سے دریغ نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرما کر ان کی لغزشوں سے درگزر کرے جن کا تعلق ان کی ذاتی حیثیت سے رہا ہو یا اجتماعی اور ملی وملکی سطح پر رہا ہو۔ (مرسلہ: مولوی محمود حسن حسنی ندوی)

اسلام میں عورت کی عظمت واہمیت

از: جناب مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب مدظلہ،

دور حاضر میں عورت کے حقوق کے لئے ہر جہت سے دہائی دی جارہی ہے اور اس کی ادائیگی کے لئے نادان دانشور بہت سی لمبی چوڑی باتیں کرتے ہیں، اہل قلم اور شعراء بھی خوب آواز لگا رہے ہیں، عورت! عورت! عورت! لیکن کسی کے قول اور عمل سے یہ پتہ نہیں لگ سکا کہ ان لوگوں کے دل و دماغ میں طبقۂ خواتین کے لئے وہ کون سے فکری اصول ہیں جن کی بنیادوں پر خواتین کے حقوق کی ادائیگی ہوسکتی ہے۔

نوسودن کی قربانی:

بیچاری عورت گھر کی فطری ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ایام حیض کی تکلیف اکیلی برداشت کرتی ہے، ایک ایک بچہ کی پرورش پر مہینوں صرف کرنا مدت حمل تک اس کا بوجھ اٹھائے پھرنا، دوسال تک دودھ پلانا اور بچہ کو سنبھالنا اس طرح ایک عورت ایک بچہ پر نوسودن خرچ کرتی ہے، پھر شوہر کی خدمت اور تیمارداری، رشتہ داریوں کو جوڑے رکھنا، یہ سب ذمہ داریاں عورت پر پہلے سے ہی تھیں، اب نئے دور کے دانشوروں نے اس پر معاشی بوجھ بھی لادیا۔

زندہ جلانے کا حق بھی دیدیجئے:

لڑکیوں کو گھر نہیں ملتے، دامادوں کو ڈھیر سارا جہیز دیجئے اور پیسے دیجئے، ناز برداری بھی کیجئے، اور یہ سب نہ ہوسکے تو بے گناہ بیٹیوں کو زندہ جلانے کا حق سسرال والوں کو دیدیجئے۔ بس یہی سب کچھ ہے نئے دور کی وہ داستان جو عورت کے حق میں کہی سنی اور پڑھی جاسکتی ہے اب اس بے چاری کی عصمت اور ناموس کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہی ہے، کپڑا، کھانے پینے کی چیزیں اور دوسری بہت سی استعمال کی چیزیں بازار میں اپنی اہمیت اس وقت تک قائم نہیں رکھ سکتی ہیں جب تک ان چیزوں کے ''لیبل'' پر نیم برہنہ عورت کو دکھایا نہ جائے، بازار میں پانچ روپئے کا صابن بک نہیں سکتا جب تک اس کے لیبل پر بال بکھرائے یا نہاتے ہوئے یا تولیہ میں لپٹی ہوئی عورت کو نہ دکھایا جائے، کہیں کچھ اور کہیں کچھ استغفر اللہ، کیا درگت بنائی سماج نے عورت کی عظمت کو پامال کرکے اور دیا کچھ بھی نہیں۔

عورت کا مرتبہ آسمانی کتابوں میں:

اب آیئے یہ دیکھیں کہ پیغمبروں نے عورت کو کیا دیا؟ اور آسمانی کتابوں میں اس کا مرتبہ کس طرح اجاگر کیا گیا ہے؟ سب نبیوں سے آخر میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آدم کے سارے کنبہ کے لئے چاہے وہ مرد ہوں یا عورت، ایک ہدایت نامہ (قرآن مجید) خاتم النبیین ﷺ پر اللہ رب العزت نے نازل فرمایا۔ اس ''ہدایت نامہ'' میں ۱۱۴ سورتیں ہیں، بعض سورتوں میں طبقہ خواتین کی ذمہ داریاں، ان کے مراتب اور ان کی عظمت کا بالتفصیل تذکرہ ہے، اگر سب کا سب معلوم کرنا ہو تو از خود قرآن مجید پڑھئے اور اچھی طرح پڑھئے، اجمالی طور پر جاننا چاہتے ہوں تو سن لیجئے۔

سورۃ البقرہ، سورہ آل عمران، سورۂ نساء، سورۂ مریم، سورۂ نور، سورۂ مجادلہ، سورۂ تحریم، سورۂ احزاب، سورۂ طلاق، نزول قرآن کی تکمیل کے موقع تک اور حدیث شریف کی سنت قائمہ کی تعلیم کے سانچہ ڈھانچہ پر دین کا بندوبست قائم ہوجائے پر جو اسلامی معاشرہ تیار ہوا اس میں طبقہ خواتین کے حسنات اور ان کے کارنامے، عملی دنیا میں ان کا حصہ اور ایمان والوں کی سماجی زندگی میں عورت کا اسلامی کردار ہر رخ پر دیکھا جاسکتا ہے، ہر پہلو پر اس مختصر مضمون میں روشنی ڈالنا ممکن نہیں، طبقۂ خواتین کے حقوق کے تحت چند باتیں سپرد قلم کی جاتی ہیں۔

(۱) عورت کوئی بیچی خریدی جانیوالی جنس نہیں ہے بلکہ ایمان والے مرد کے لئے ایمان والی عورت آدھا ایمان ہے۔

(۲) بیٹی جس دن پیدا ہوئی اسی دن اس کے ماں باپ کی وراثت میں اس کا حصہ مقرر کردیا گیا۔

(۳) عورت سے نکاح اس کی مرضی کے بغیر کوئی نہیں کرسکتا، نکاح کے بندھن میں آتے ہی سسرالی خاندان میں شوہر سے مہر کی شکل میں ایک رقم دلا کر شریعت عورت کو صاحب مال بنانیکی شروعات کرتی ہے، پھر اس کے شوہر کے ترکہ میں بھی حصہ دینا لازم ہوگیا۔

(۴) اپنے پیٹ سے پیدا ہونے والی اولاد کے ترکہ میں بھی عورت کا حصہ اولاد کے پیدا ہوتے ہی مقرر ہوگیا۔

(۵) مذہب اسلام نے عورت کو ہر طرف سے حقوق دلا کر صاحب مال بنادیا۔ اسی وجہ سے اپنے

مال پر عورت کو خود ہی زکوۃ ادا کرنے کا پابند بھی شریعت نے کیا ہے۔ مسلسل سالہا سال زکوۃ دینے پر اس کا اصل مال کم نہ ہوجائے اس کے لئے وہ اپنے شوہر بیٹے بھائی یا کسی رشتہ دار کے کاروبار میں پونجی لگا کر نفع نقصان میں حصہ دار بن سکتی ہے۔ سیدنا امام کے زمانے میں تجارت کا دارومدار زیادہ تر قافلوں پر تھا اور مسلم خواتین اپنے مال بیچنے کے لئے ان قافلوں کے ساتھ روانہ کردیتیں اور قافلوں کی واپسی پر دور دراز کے علاقوں سے کفایت سے ملنے والے اسباب کو منگوا کر فروخت بھی کرواتیں، گوکہ یہ سارا کام قافلہ میں شامل زیادہ تر مرد ہی انجام دیتے رہے اس پر انہیں بھی حق محنت کے طور پر مناسب معاوضہ مل جاتا۔ اس دور میں بھی نفع نقصان برداشت کرنے کی ذمہ داری کے اصول پر مسلم خاتون کاروبار میں پونجی کے سبب حصہ دار بن سکتی ہے، مالیاتی نظام میں عورت کو ایسا بھرپور حصہ اسلامی شریعت کے علاوہ اور کوئی نہ دے سکا ہے اور نہ ہی دلا سکتا ہے۔

(۶) عورت کو اسلام نے حیا کا پردہ اور غیرت کا غازہ بخشا ہے بازاروں میں کھلے سر اور سینہ تان کر پھرنے والی عورت، عورت نہیں ہے بلکہ اس کی اصل نسوانیت حیا کی بنیاد پر قائم ہے۔

(۷) بہن اپنے بھائی کی وارث نہیں ہوتی لیکن ایک کیس میں قرآن نے اس کو وارث قرار دیا ہے۔ (۴۔النساء آیت ۱۷۷) ان امرو اھلك ليس له ولد وله اخت فلها نصف ماترك ۔ترجمہ: اگر کوئی میت ایسی ہو کہ جس کی اولاد نہ ہو صرف اس کی ایک بہن ہو تو ایسے کیس میں بھائی کے ترکہ میں بہن کو آدھے حصے کا حق دیا گیا ہے۔

صل علی محمد

نصف ایمان:

اسلام نے عورت کو اس کے خود کے مقام پر ایک باعظمت ہستی قرار دیا ہے وہ اگر بیٹی ہے تو اسے ماں باپ کی محبت حاصل ہے، بیٹی کی پیدائش پر ماں باپ کو جہنم سے بچنے کی ایک ڈھال حاصل ہوگئی، بیٹی کی پرورش کو ہماری شریعت میں عار اور بوجھ نہیں مانا گیا بلکہ اسے کار ثواب اور اس پر اجر آخرت کے وعدے کئے گئے۔

اگر وہ بہن ہے تو بھائی کے دست و بازو اس بہن پر قربان ہیں، نکاح کے بعد وہ کسی کی بیوی بنتی ہے تو شوہر کے نصف ایمان کا خطاب دربار نبوی سے حاصل ہے، اچھی بیوی کو آدھا ایمان شاید ہی کسی مذہب نے دیا ہوگا۔ اسلام میں عورت کو یہ مرتبہ حاصل ہے، جب ماں بنتی ہے تو اس کے قدموں تلے اولاد کو جنت کی بشارت دی گئی ہے، انبیاء و مرسلین خدا کے تمام نیک بندے اور ایمان کے بڑے بڑے پہاڑ بھی آخر کسی عورت ہی کے بطن سے پیدا ہوئے، ساری جنتا کو جنم دینے والی بھی یہی ہے، اس کی تجسیم کو خیال میں رکھ کر اسلام نے کوئی معاشی بوجھ عورت پر ڈالنا پسند نہیں کیا ہر ماہ ایام حیض میں اس کا نیم بیمار ہونا، بعد حمل کے وضع حمل اور بچے کو دودھ پلانے تک ۳۰ ماہ کی مدت تک بچے کی خدمت اور پرورش کے لئے اس کا وقف ہوجانا اپنا سارا وقت، چین اور راتوں کی نیند اولاد کے لئے قربان کرنے والی کا یہ مرتبہ و مقام تو ہونا ہی چاہئے تھا کہ سوسائٹی اسے کسب معاش کی جھنجھٹ سے فارغ کردے۔

حملته امه كرهاو وضعته كرهاو حمله وفصله ثلثون شهرا (الاحقاف آیت: ۱۵)

انسان کو اس کی ماں نے بڑی مشقت سے تھک تھک کر پیٹ میں اٹھائے رکھا، حمل سے ولادت تک اور دودھ پلانے کی مدت تک تیس مہینے برابر اس کی ماں نے بڑی تکلیف اٹھائی۔

اسلام نے اسے بیٹی، بہن، بیوی، بہو، ماں معلمہ اور محافظ بیت کا مقام عطا فرمایا اور ان سب درجوں کی ذمہ داریاں عام حالت میں اس کے سپرد کردیں۔

عورت کی کہیں بھی بے ادبی نہیں کی گئی ہے، اس کے وقار کو گرایا نہیں گیا، فوجی ٹولوں میں اسے دل بہلانے کا کھلونا نہیں بنایا گیا، اس کا جسم کسی بھی قیمت پر بکنے کی چیز نہیں سمجھا گیا، عورت کی تقدیس کی انتہا جبکہ دنیا میں مذہبی لوگوں کے ہاتھ چومے جاتے ہیں، لیکن اسلام میں عورت ماں بن کر اس سے بھی اونچا مقام حاصل کرتی ہے، اولاد کے لئے جنت اس کے قدموں میں بتائی گئی ہے۔

فان الجنة تحت اقدام الامهات۔

جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (جاری)

فضیلت ثانی کے طلبہ رائے بریلی میں

الحمد للہ ہر سال کی طرح امسال بھی فضیلت ثانی کے طلبہ چند دنوں کے لئے تکیہ رائے بریلی کے لئے روانہ ہوئے جہاں اہل علم وفضل اور باکمال شخصیتوں کے مختلف عملی وفکری موضوعات پر محاضرات ہوں گے، سوال وجواب کی محفلیں سجیں گی اور سئی ندی کے کنارے واقع اس تکیہ کی علمی و روحانی فضا میں ہمارے طلبہ چند دن گذاریں گے جو ایک تاریخی مقام ہے اور جس کو حضرت سید احمد شہیدؒ سے مبارک نسبت حاصل ہے نیز جہاں پاک نفوس کی آخری آرام گاہیں ہیں جن میں حضرت مولانا علی میاںؒ کی بھی شامل آخری آرام گاہ ہے۔ علم وفضل، دعوت وارشاد اور تجدید واصلاح سے عبارت اس مبارک مقام پر حاضری ہمارے طلبہ کے لئے انشاء اللہ یادگار ثابت ہوگی حضرت ناظم صاحب مدظلہ العالی بھی تادم تحریر رائے بریلی میں تشریف فرما ہیں۔

علم اور اخلاق : اسوۂ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم

ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی
(صدر شعبہ سنی دینیات، اے۔ایم۔یو۔)

قرآن پاک کی ۶۸ ویں سورۃ القلم کے نام سے موسوم ہے، اس سورہ کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے دوات، قلم اور تحریر کی قسم کھائی ہے، ارشاد ہے:

"ن والقلم وما یسطرون۔ ماانت بنعمة ربك بمجنون۔ وان لك لا جرا غیر ممنون وانك لعلیٰ خلق عظیم۔

(ن اور قلم اور جو اہل قلم لکھتے ہیں اس کی قسم کہ اے محمد تم اپنے رب کے فضل سے دیوانے نہیں ہو اور تمہارے لئے بے انتہا اجر ہے اور تم اخلاق عظیم پر فائز ہو)

مفسر ابن کثیر نے حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالے سے ن کی تفسیر دوات سے کی ہے۔

قرآن پاک میں قلم کا تذکرہ چار مقامات پر آیا ہے پہلی مرتبہ سورۃ آل عمران میں حضرت مریم کی کفالت کے لئے لوگوں نے قرعہ اندازی کی اور اپنی قسمت آزمائی کی تو قرآن نے اس منظر کو ویلقون أقلا مھم سے تعبیر کیا ہے۔ دوسری جگہ سورہ لقمان میں اللہ کی بے انتہا حکمت اور معرفت کے لئے کہا گیا ہے کہ اگر دنیا کے سارے شجر قلم بن جائیں تو اللہ کے کلام کا احاطہ نہیں کر سکیں "ولوان مافی الا رض من شجرة اقلام" تیسری جگہ سورۃ العلق میں کہا گیا ہے کہ اللہ نے انسان کو قلم کے ذریعہ علم عطا کیا ہے۔ اور چوتھی جگہ یہ ہے کہ اس میں ناموس قلم کی قسم کھائی گئی ہے۔

عام طور پر انسان اللہ کی قسم کھاتا ہے، جب کہ اللہ خود قلم کی قسم کھا رہا ہے، انسان کی قسم عظمت و اعتبار کے لئے ہوتی ہے اور اللہ کی قسم شہادت کے لئے ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اسے لکھنے کا حکم دیا۔ پھر انسان اور کائنات کی تخلیق کی۔ اس طرح انسانی زندگی کے ارتقاء کی بنیاد قلم کو بنایا۔ گویا قلم انسانی زندگی کی ترقی کا نیوکلیس قرار پایا۔

قلم کی دریافت سے پہلے انسان معلومات کی حفاظت اور ترسیل کے لئے اپنے حافظہ سے کام لیتا تھا اور آج بھی حافظہ انسانی معلومات کو جمع کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے، مگر حافظہ کے ساتھ مجبوری یہ ہیکہ اس میں جمع کئے ہوئے علم میں بھولنے اور تحریف اور مسخ ہونے کا زیادہ امکان رہتا ہے۔ اسی لئے کسی بھی علم کو من وعن دوسری نسل تک نہیں پہونچایا جا سکتا۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ آسمانی کتابیں تحریف کا شکار ہو چکی ہیں، جن کا انحصار صرف زبانی روایت پر تھا یہ کمزوری قلم کے ساتھ نہیں ہے قلم کے ذریعہ محفوظ کی گئی چیز مسخ ہونے اور بھولنے سے بہت حد تک پاک رہتی ہے، اور اسے بعینہ ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل کیا جا سکتا ہے، اور اس سے اہم بات یہ ہے کہ یادداشت کو نسل در نسل ارتقاء کے مراحل سے گزار کر عروج تک پہنچانا مشکل ہے، جب کہ قلم کے ذریعہ دائرہ معلومات کو وسعت دینا اور کسی بھی شعبہ علم کو تنوع اور ترقی دینا آسان ہے اس وقت جو دنیا میں علوم وفنون کی ترقی نظر آتی ہے وہ قلم ہی کی دین ہے۔

قلم کا مقصد اور فنکشن ایک ہے، اگر چہ اس کی شکل زمانہ کے ساتھ بدلتی اور ترقی کرتی رہی ہے۔ سب سے پہلے انسان نے انگلیوں سے ریت پر لکھنے کا کام لیا، پھر درخت کی شاخ اور نرکل سے قلم کا کام لیا، پھر مور کے پر کو لکھنے کے لئے استعمال کیا، پھر اس نے فاؤنٹن پن ایجاد کیا، پھر پنسل اور رفل استعمال کرنے لگا، پھر اس نے ٹائپ رائٹر دریافت کیا اور اب اس نے کمپیوٹر ایجاد کر لیا ہے، یہ سب تحریر یعنی قلم کی ابتدائی اور ترقی یافتہ شکلیں ہیں، ممکن ہے مستقبل میں کوئی اور ترقی یافتہ شکل پیدا ہو جائے۔

اللہ نے صرف قلم کی قسم نہیں کھائی بلکہ دوات اور تحریر کی بھی قسم کھائی ہے یعنی پورے نظام علم کی قسم کھائی، انسان کے پاس علم دو ذریعوں سے آتا ہے ایک وحی کے ذریعہ سے اور دوسرے مشاہدہ اور تجربہ کے ذریعہ سے، ایک کو علم بالوحی اور دوسرے کو علم بالسعی کہا جاتا ہے۔ پہلے علم سے انسان اللہ کی معرفت حاصل کرتا ہے اور اس کے احکام معلوم کرتا ہے، جب کہ دوسرے علم سے کائنات کی دریافت ہوتی ہے۔ اور یہ دونوں علم مل کر انسان کو دین و دنیا کی سعادت عطا کرتے ہیں۔ علم وحی سے محرومی انسان کو بھیڑ یا بنا دیتی ہے اور علم بالسعی سے محرومی انسان کو بھیڑ بکری بنا دیتی ہے۔

قلم دراصل ان دونوں طریقہ علم کی حرمت کا امین ہے، قلم کے ذریعہ ان دونوں علوم کی اشاعت، حفاظت اور تدوین و تحقیق اور ترقی و ترویج کا کام لیا جاتا ہے۔ لہٰذا علم کی حیثیت کائنات کی عمارت اور قلم کی حیثیت اس کے معمار کی ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے پہلے ہی خطاب میں واضح فرمایا:

اقرأ و ربك الاکرم الذی علم بالقلم۔ پڑھو تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا، قلم کا یہ مرکزی اور بنیادی کردار ہر زمانہ میں مسلم رہا ہے۔ بقول شورش کاشمیری مرحوم:

صفحہ کا غذ پر جب موتی لٹاتا ہے قلم
ندرت افکار کے جوہر دکھاتا ہے قلم
بندگان علم و فن کی خلوتوں کا آشنا
انکے فکر و فہم کی باتیں سناتا ہے قلم

یادگاروں کا محافظ تذکروں کا پاسباں
گم شدہ تاریخ کے اوراق لاتا ہے قلم
شاعروں کے والہانہ زمزموں کی آبرو
دانش و حکمت کی راہوں کو بھاتا ہے قلم
اہل دل اہل سخن، اہل نظر اہل وفا
ان کے خد و خال کا نقشہ جماتا ہے قلم
ہم نے اس کی معرفت دیکھا ہے عرش و فرش پر
آسمانوں کو زمینوں سے ملاتا ہے قلم
زندہ جاوید ہو جاتے ہیں اس سے معرکے
حشر کے آثار قوموں میں اٹھاتا ہے قلم
کیسی کیسی منزلوں میں رہنما اس کے نقوش
کیسے کیسے معرکوں میں دندناتا ہے قلم

اللہ نے قلم کی قسم کھا کر کائنات کی وسعت، انسان کی عظمت اور علم کی حرمت سب کچھ کی قسم کھائی۔ تین باتوں کے لئے اور ان تینوں کا تعلق آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور صفات سے ہے، منصب اور مقصد سے ہے۔

اس میں سے پہلی بات یہ ہے کہ اللہ کے فضل سے آپ دیوانے نہیں ہیں۔ انسانی تاریخ کا یہ المیہ ہیکہ علم و حکمت، اخلاق و کردار اور تعمیر و ترقی کی باتیں کرنے والے جاہل اور پست ذہن لوگوں کے درمیان مجنون اور دیوانے قرار دیئے گئے۔ بقول قرآن:

کذلك ماأتی الذین من قبلهم من رسول الاقالوا ساحر أو مجنون۔

اس المیہ کا زیادہ حساس پہلو یہ ہے کہ آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کو خود مکہ کے مشرکین نہایت سنجیدہ، معقول، بردبار، امانت دار اور صادق سمجھتے تھے محض اس بنا پر مجنون اور دیوانہ قرار دیئے گئے کہ وہ حکمت و دانائی اور ایمان و اخلاق کی روشنی پھیلانے، اور جاہلیت کی تاریکی کو نور الٰہی سے دور کر رہے تھے۔ بل قالوا اضغاث أحلام بل افتراه بل هو شاعر

وقالوا یا ایها الذی نزل علیه الذکر انك لمجنون (حجر)

علم و حکمت اور حقیقت و معرفت پر دیوانگی کا الزام لگانے والے وہ لوگ تھے جنہوں نے کبھی ہاتھ میں قلم نہیں اٹھایا، کسی علم کی عظمت کا تصور نہیں کیا، کبھی معرفت کے موتی نہیں چنے اور کبھی تفقہ سے واسطہ نہیں پڑا۔ اگر انکو قلم اور کتاب اور علم سے واسطہ ہوتا تو وہ ضرور حکمت کے موتی اور جہالت کے سنگ ریزوں میں فرق کرتے۔ رات کی تاریکی اور دن کی روشنی میں تمیز کرتے، جن لوگوں میں یہ تمیز تھی انہوں نے پہچان لیا کہ یہ دیوانے کی بڑ نہیں ہے بلکہ علم و حکمت کا انمول خزانہ ہے۔ جسے حاصل کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ چنانچہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قرآن کا یہ فرمان سنایا:

ان الله یامر بالعدل والا حسان وایتاء ذی القربیٰ وینهی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون (النحل: ۹۰)

(بے شک اللہ حکم دیتا ہے انصاف کا، احسان کا اور رشتہ داروں کو حق دینے کا اور فحشاء منکر اور ظلم سے روکتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم یاد رکھو۔)

یہ پیغام سن کر اکتم بن صیفیؓ نے اپنی قوم سے کہا میں دیکھتا ہوں کہ یہ پیغمبر عمدہ اور اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں، تو تم اس کو ماننے میں جلدی کرو۔

اللہ نے قلم اور علم کی قسم کھا کر یہ ظاہر کر دیا کہ قلم کتاب اور علم کی حرمت اس پر شاہد ہیکہ آپ کا فاضلانہ پیغام مہمل اور منتشر کلام نہیں بلکہ ایک ایسا سنجیدہ اور شائستہ کلام ہے جس پر دنیا کی ہر فرزانگی نثار ہے اور کائنات کی ہر حکمت زیر بار ہے۔ بقول اقبال۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

دوسری بات جس پر قسم کھائی گئی وہ یہ ہے کہ بے شک آپ کے لئے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے، اجرت کا تعلق خدمت سے ہوتا ہے۔ انسان کی خدمت کا اجر محدود ہوتا ہے اور اللہ کی خدمت کا اجر بے پایاں۔ نبی انسان اور خدا دونوں کی خدمت کرتا ہے مگر اجر انسان سے نہیں چاہتا بلکہ اللہ سے لیتا ہے کیونکہ اپنے رسول کا اجر وہی دے سکتا ہے۔

وما أسئلکم علیه من أجران اجری الا علی الله

جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن دائمی عالمگیر اور ہمہ گیر ہے اسی طرح ان کا اجر بھی دائمی اور عالم گیر ہے، جب تک آپ کا مشن زندہ رہے گا آپ کا اجر جاری رہے گا۔ جب تک سورج رہے گا روشنی باقی رہے گی۔ نبی کا اجر مادی نہیں بلکہ روحانی ہوتا ہے اس لئے لافانی ہوتا ہے۔

اب تک دنیا میں جتنے مصلح، مفکر اور پیغمبر آئے ان کا کام اور پیغام یا تو ختم ہو گیا، یا لٹ گیا یا تحریف اور تبدیلی کا شکار ہو گیا۔ مگر محمد ﷺ کا پیغام زندہ اور تابندہ رہے گا، ہر زمانہ میں انسانی آبادی کا ایک بڑا حصہ امن پر جان و دل نثار کرے گا اور دوسرا بڑا حصہ آپ کی عظمت کا اعتراف کرے گا۔ دنیا ختم ہو جائے گی مگر آپ کا اجر باقی رہے گا، کیوں کہ آپ نے انسانیت پر احسان کیا ہے، آپ نے علم و عمل کا نور پھیلایا ہے اور نور کبھی فنا نہیں ہوتا، اس وقت دنیا کا ہر پانچواں انسان آپ کا کلمہ گو اور ثنا خواں ہے۔

اگر ایک ڈاکٹر کسی مریض کی جان بچانے میں کامیاب ہو جائے تو زندگی بھر کے لئے اس کے دل میں اپنی جگہ بنا لیتا ہے۔ اگر ایک معلم کسی شاگرد کو فضل و کمال

تک پہونچادے تو شاگرد ہمیشہ کیلئے اس کا ہوجاتا ہے اس کے ہر علمی مقام میں استاذ کا ذکر ہوتا ہے، رسول پاک ﷺ نے دنیائے انسانیت کو جو علمی زندگی اور اخلاقی بلندی عطا کی ہے اس نے پوری دنیا کو آپ کا ثنا خواں بنادیا ہے اور اللہ نے مزید آپ کا رتبہ اتنا بلند کردیا ہے کہ دنیا کے ہر خطے میں روزانہ پانچ مرتبہ ذکر خیر ہوتا ہے اور آپ کا اجر بڑھتا رہتا ہے۔ بقول شاعر ؎

اک نام مصطفیٰ ہے جو بڑھ کر گھٹا نہیں
ورنہ ہراک عروج میں پنہاں زوال ہے

تیسری چیز جس پر قلم، کتاب اور دوات کی قسم کھائی گئی وہ یہ ہے کہ "بیشک آپ اخلاق عظیم پر فائز ہیں"۔ قلم آلہ نشر واشاعت اور ذریعہ ابلاغ وترسیل ہے، اس کا استعمال خیر وشر اور نیک وبد دونوں مقاصد کے لئے کیا جاسکتا ہے بلکہ کیا جاتا ہے۔ عالم کا قلم محبت کی فصلیں بھی اگا سکتا ہے اور نفرت کا بیج بھی بوسکتا ہے۔ ادیب کا قلم پاکیزگی کا درس بھی دے سکتا ہے اور عریانیت کا نقیب بھی بن سکتا ہے۔ دانشور کا قلم ایمان افروز بھی ہوسکتا ہے اور الحاد کی تحریک بھی چلاسکتا ہے، صحافی کا قلم امن وآشتی کے مضامین بھی اگل سکتا ہے اور فتنہ وفساد کا شوشہ بھی چھوڑ سکتا ہے۔ حکمراں کا قلم زندگی نواز بھی ہوسکتا ہے اور مضرت رساں بھی ہوسکتا ہے۔ یہ قلم استعمال کرنے والے کی ذہنیت، ضرورت، نظریہ اور مقصد پر منحصر ہے کہ وہ اسے کیوں اور کیسے استعمال کرتا ہے۔ اسی لئے ضرورت پڑتی ہے کہ قلم سے کام لینے والے دماغ کی تربیت کی جائے اور قلم چلانے والے ہاتھ کو اقدار عالیہ کا پابند بنایا جائے، جو اقدار صاحب قلم کی تہذیب وتربیت کرتے ہیں، ان کے مجموعے کا نام اخلاق ہے۔ اگر صاحب قلم اخلاقی اصول کا پابند نہ ہو تو اس کا قلم چور کے ہاتھ کے چاقو سے کم خطرناک نہیں۔ اور اگر وہ اخلاقی اصولوں کا پابند ہے تو رہنما کے چراغ سے کم مقدس نہیں۔ اسی لئے قلم کی شہادت اخلاقی قدروں کی رفعت کے لئے لی گئی ہے اور پیغمبر آخرالزماں کو اخلاقی اصولوں کے اعلیٰ معیار کے حامل اور مبلغ ہونے کی علامت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ وانك لعلى خُلق عظيم

عظمت اخلاق آخری نبی ﷺ کا امتیاز ہے۔ سارے انبیاء اخلاق کی تعلیم دینے کے لئے دنیا میں آئے۔ مگر آخری رسول صرف اخلاق کی تعلیم دینے نہیں آئے بلکہ اخلاق کی تکمیل کے لئے آئے۔ قرآن ہدایت الٰہی کی آخری کتاب ہے اور محمد ﷺ اس ہدایت کے آخری رسول۔ قرآن نظریہ اخلاق ہے اور رسول ﷺ نمونۂ اخلاق ہیں۔ جب نظریہ عمل میں ڈھلتا ہے تو کمی بیشی عموماً ہوجاتی ہے۔ مگر اخلاق کا نظریہ جتنا معقول اور مستحکم ہے اتنا ہی مستحکم اخلاق کا نمونہ بھی ہے اسی لئے تو قرآن نے کہا ہے۔ لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة.

دنیا کے بیشتر مفکرین اور معلمین اخلاق کا درس اخلاق خوشنما خواب نظر آتا ہے۔ مگر جب ان کے قریب جایئے تو فکر وعمل کا تضاد اور گفتار وکردار کا اختلاف سامنے آتا ہے۔ مگر رسول پاک ﷺ کا معاملہ یہ ہے کہ ان کی گفتار جتنی پاکیزہ ہے، کردار اتنا ہی پاکیزہ نظر آتا ہے، تعلیم جتنی روشن نظر آتی ہے سیرت اتنی صیقل دکھائی دیتی ہے۔ کہیں کوئی جھول نہیں، کہیں کوئی کھوٹ نہیں۔

دنیا کے سارے مذاہب کا زور عبادت اور ریاضت پر ہے کہ یہی مذہب کا جسم اور جان ہے۔ ہیئت اور پہچان ہے، اسلام بھی اس سے الگ نہیں ہے مگر اسلام کا امتیاز یہ ہے کہ اس نے عبادت کے ساتھ علم اور اخلاق کو بھی جوڑا ہے کیونکہ تینوں عناصر سے مل کر انسان کا وجود مکمل ہوتا ہے۔ عبادت دل کی غذا ہے، علم ذہن ودماغ کی غذا ہے اور اخلاق دل ودماغ دونوں کی غذا ہے۔ رسول پاک ﷺ نے علم اور عبادت کی زینت اخلاق کو قرار دیا ہے۔ اور میزان عمل میں سب سے زیادہ باوزن اخلاق کو قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

نیکی حسن اخلاق کا نام ہے اور برائی وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تمہیں ناپسند ہو کہ لوگ اسے جانیں۔ (مسلم)

قیامت کے دن مومن کے میزان عمل میں کوئی چیز حسن اخلاق سے زیادہ باوزن نہ ہوگی۔ (ترمذی)

مومن اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے ہمیشہ روزہ رکھنے والے اور تہجد گزار کا مرتبہ حاصل کرے گا۔ (ابوداؤد)

تم میں سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میری مجلس میں سب سے قریب وہ ہوگا جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے۔ (ترمذی)

قلم قانون عطا کرتا ہے اور اخلاق قانون کو تسلیم کرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ قلم اور اخلاق کا رشتہ اگر منقطع ہوجائے تو زندگی سے قانون کی رہنمائی ختم ہوجائے گی۔ اور انسانی معاشرہ زوال پذیر ہوجائے گا۔

امت مسلمہ کو قلم اور کردار کے اسی رشتے سے جوڑنے کی ضرورت ہے قلم اور کردار کی گم شدگی پر شاعر مشرق نے مسلمانوں کو ٹھیک ہی مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے۔

آتی ہے دم صبح صدا عرش بریں سے
کھویا گیا کس طرح تیرا جوہر ادراک
کس طرح ہوا کند تیرا نشتر تحقیق
ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک
تو ظاہر و باطن کی خلافت کا سزا وار
کیا شعلہ بھی ہوتا ہے غلام خس وخاشاک
اب تک ہے رواں گرچہ لہو تیری رگوں میں
نے گرمی افکار، نہ اندیشہ بے باک
روشن تو وہ ہوتی ہے جہاں میں نہیں ہوتی
جس آنکھ کے پردوں میں نہیں ہے نگہ پاک

.....اور جب رحمتِ خداوندی جوش میں آئی

مولانا شمس الحق ندوی
استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

زندگی کی وہ ساعت بڑی مبارک تھی جب اس نے عمر عزیز کے بیتے ہوئے دنوں کا جائزہ لینا شروع کیا۔ اپنے سیاہ نامۂ اعمال پر غور کرنا شروع کیا تو روشنی کی کوئی کرن نظر نہ آئی۔۔۔ امید کی ایسی کوئی بھی چنگاری تو نہ دکھائی دی جو بیابان کی شب تاریک میں کرمک شب تاب کا ہی درجہ رکھتی ہو۔ اب وہ ساعت آچکی تھی کہ وہ آج کے بعد کل اور اس فانی زندگی کے بعد باقی رہنے والی زندگی کے بارے میں غور کرے پر یوں ہی ہوا وہ یاس و ناامیدی کے ایک بحر بے کراں میں غوطے کھانے لگا دل کی تڑپ اور بے چینی بڑھی اور کھویا کھویا سا کسی راہبر کی تلاش میں چلا جو راہ نجات کا پتہ دے دل کی بے تابی بڑھی اور بڑھتی ہی گئی، وہ اسی حال میں بے سوچے سمجھے ایک سمت غیر متعین کی طرف چل پڑا تھا کہ ایک غیر جانی پہچانی صورت نظر آئی بے اختیار زبان کھل گئی کیا میری توبہ کی بھی کوئی گنجائش ہے۔ ایسا جو میری دستگیری کرے اور ڈوبتی کشتی کو ساحل سے ہمکنار کرے مخاطب نے جواب دیا، ہاں فلاں گاؤں میں ایک خدا ترس اور بزرگ شخص رہتے ہیں تم ان سے ملو بہت ممکن ہے وہ تمہارے درد کا درماں ثابت ہوں یہی ایک دو باتیں ہوئی تھیں کہ وہ اس گاؤں کے رخ پر قدم بڑھانے لگا جدھر امید کی ایک ہلکی سی کرن دکھائی دی تھی۔ سرخ سرخ سی آنکھیں، بھیانک صورت جسے دیکھ کر آدمی ڈر جائے اور اس کے حالات زندگی سے واقف، نہ جانے کتنوں کے تو اوسان خطا کر جاتے ہوں گے جب وہ اسے دیکھتے ہوں گے۔

یہ ان درویش صفت بزرگ کے پاس پہنچا جن سے کچھ امیدیں باندھ کر چلا تھا جھجکتا جھینپتا لرزاں وترساں ان سے اپنی داستان حیات سنانے کے بعد پوچھا کیا اس کے بعد بھی میری نجات ومغفرت کی کوئی صورت ہے؟ اعمالنامہ کی اتنی سیاہی کے بعد بھی رحمتِ خداوندی اس کی طرف متوجہ ہوسکتی ہے کہ نہیں؟

درویش کم مایہ نے جرم کی سنگینی دیکھ کر جواب دیا کہ تمہاری نجات وبخشش کی کوئی صورت نہیں جب یہاں سے بھی مایوس ہوا تو سوچا کہ جب یہ نہیں تو ۹۹ مقتولوں میں ایک کا اضافہ کر کے سو پورے ہی کردوں بس اسی خیال کا آنا تھا کہ چشم زدن میں ان بزرگ کا بھی کام تمام کردیا اور چلتا بنا۔ مگر اس کا ضمیر چونکہ اب بیدار ہوچکا تھا۔ اس لئے فکر تھی کہ کوئی سہارا ملے قسمت نے یاوری کی چلتے چلتے پھر کسی انجانے سے مڈبھیڑ ہوگئی اور اس سے اپنا مقصود کہہ گذرا اس بھلے مانس نے ایک مبارک اور خدا ترس بزرگ کی بستی کا پتہ دیتے ہوئے بتایا کہ وہاں ایک بزرگ رہتے ہیں تم ان سے ملو اور کچھ دن اسی بستی میں گذارو۔ اس اجنبی کی بات نے ایک بار پھر اس کے اندر امید کی ایک لہر دوڑادی اور یہ اس قریۂ صالحہ کی طرف چل پڑا۔ مگر کاتب تقدیر کا ازلی فیصلہ کچھ اور ہی ہوچکا تھا۔

بستی تک پہونچتا تو درکنار ابھی آدھے میل کی مسافت بھی طے نہ ہوئی تھی کہ شمع حیات جھلملانے لگی تاخیر بس اس میں ہورہی تھی کہ صلحاء امت اور نیکوکار لوگوں کی روح نکالنے والے اور اشرار امت وبدکردار لوگوں کی روح قبض کرنے والے دونوں فرشتوں میں بحث شروع ہوگئی تھی۔ سعید روحوں کو قبض کرنے والا فرشتہ مصر تھا کہ میں روح نکالوں گا اس لئے کہ اسکی مخلصانہ نیت وارادے اور توبہ کے جذبے نے ماضی کی سیاہیوں کو دھو دیا اور بدروحوں کو قبض کرنے والے فرشتے کی ضد تھی کہ نہیں اس کے اعمال اس قابل ہیں کہ میں اس کی روح قبض کروں جب بات بڑھی تو ایک تیسرے فرشتے نے حکم کا فرض انجام دیتے ہوئے فیصلہ کیا کہ جدھر سے آرہا ہے اور جس نیک بستی کی طرف جارہا ہے دونوں کی مسافت ناپ لیجائے اگر اسی بستی سے قریب ہے جہاں کے ارادے سے نکلا ہے تو سعید روحوں کو قبض کرنے والا فرشتہ اس کی روح کو قبض کرے۔ کہتے ہیں کہ جب مسافت ناپی گئی تو یہ نیکیوں کی بستی سے صرف ایک بالشت قریب تھا۔ یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ یہ قریب تو دراصل اس بستی سے تھا جدھر سے چلا تھا مگر اسکے جذبۂ ندامت واحساس کی بیداری پر رحمت خداوندی کو جوش آیا۔ اور خدائی فرمان کے مطابق کہ جب میرا بندہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں، وہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دس بالشت قریب ہوتا ہوں زمین کو حکم ہوا کہ سمٹ جائے اور قریۂ صالحہ سے قریب ہوجائے چنانچہ اس کی روح فرشتہ رحمت نے قبض کیا اور گو وہ ابھی توبہ نہ کرسکا تھا مگر اس اصول پر کہ اعمال کا دارومدار

گوئٹے کی شہرہ آفاق نظم Song of Muhammad کا اردو ترجمہ

ہے وہ رحمت کا دھارا مسلسل رواں

از: جناب شان الحق حقی

وہ پاکیزہ چشمہ
جو اوجِ فلک سے چٹانوں پہ اترا
درخشاں ستارے کی تھی جوت جس کے بدن میں
سحابوں سے اوپر بلند آسماں میں پرافشاں ملائک
کی چشم نگہدار کے سائے سائے
چٹانوں کی آغوش میں عہد برنائی تک جوئے جولاں بنا
چٹانوں سے نیچے اترتے اترتے
وہ کتنے رنگا رنگ انگھڑ خزف ریزے
دامانِ شفقت میں اپنے سمیٹے
بہت سے سسکتے ہوئے رینگتے ست کم مایہ سوتوں کو
چونکا تا للکارتا ساتھ لیتا ہوا خوش خراماں چلا
بے نمو وادیاں جاگ اٹھیں، لہلہانے لگیں
جس طرف اس کا رخ پھر گیا
اس کے فیضِ کرم سے بہار آگئی
اس کے آگے ابھی اور صحرا بھی تھے
خشک نہریں بھی تھیں اترے دریا بھی تھے
سب اسی سیلِ جاں بخش کے منتظر
جوق در جوق پاس اس کے آنے لگے
شور آمد کا اس کی اٹھانے لگے
راہبر ساتھ ہم کو بھی لیتے چلو
کب سے تھیں پستیاں اس کو جکڑے ہوئے
راہ روکے ہوئے پاؤں پکڑے ہوئے
یاد آتا ہے مسکن پرانا ہمیں
آسمانوں کی جانب ہے جانا ہمیں
وہ رواں ہے رواں اب بھی ہے
ساتھ ساتھ اس کے اک کارواں اب بھی ہے
شہر آتے رہے، شہر جاتے رہے
اس کے دم سے سبھی فیض پاتے رہے
اس کے ہر موڑ پر ایک دنیا نئی
ہر قدم پر طلوع ایک فردا نئی
قصر ابھرا کئے خواب ہوتے گئے
شاہ اور شاہیاں خواب ہوتی گئیں
عظمتیں کتنی نایاب ہوتی گئیں
ہے وہ رحمت کا دھارا مسلسل رواں
از فلک تا زمیں
از زمیں تا فلک
از ازل تا ابد، جاوداں بیکراں
دشت و در گلشن و گل سے بے واسطہ
فیضیاب اس سے گل
اور خود گل سے بے واسطہ

نیت پر ہے، خالص نیت کے ساتھ توبہ کے لئے نکلا تھا اس لئے رحمت خداوندی نے بڑھ کر اس کو اپنے سایہ میں لیا اور کیوں نہ ہو۔ خدا کی وہ ذات پاک جو ماں سے بھی زیادہ اپنے بندوں پر شفیق اور مہربان ہے۔ اس کا یہ اعلان ہے کہ یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسکم لا تقنطوا من رحمة الله۔

(اے میرے بندو! جن سے بھول چوک اور خطائیں ہوگئی ہیں تم میری رحمت سے ناامید نہ ہو) اجیب دعوة الداع اذدعان میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے)

یہ واقعہ جو ایک خاص انداز میں بیان کیا گیا کوئی افسانہ اور خود ساختہ کہانی نہیں ہے بلکہ حدیث پاک میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے خود اللہ کے نبی ﷺ نے اس واقعہ کو صحابہ کرامؓ کو سنایا۔

گوشت پوست کا بنا ہوا یہ انسان! بھول چوک تو اس سے ہوتی ہی ہے مگر جب وہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا، روتا اور توبہ واستغفار کرتا ہے تو رحمت الٰہی پورے طور پر اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔ اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس کا فرمان ہے کہ میں اپنے بندے کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہوں جتنا کہ کوئی بندہ انتہائی مایوسی کے عالم میں جب کہ وہ صحرا میں بھوکا پیاسا سایہ لے رہا ہو، بھوک پیاس سے بیتاب ہو۔ اس میں اس کی سواری بھی بھاگ جائے تو اس پر کیا کچھ نہ گذرے گی۔ وہ زندگی سے مایوس بیٹھا بیٹھا سو جائے پھر آنکھ کھلے تو سواری کو سامنے پاکر اس کو بے پناہ مسرت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کو بندہ کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے اور وہ اپنے بندوں سے راضی ہوتا ہے۔

تلاطم ڈال دیتے ہیں خدا کے بحر رحمت میں
گناہوں کی ندامت سے جو دو آنسو ٹپکتے ہیں

مولانا شاہ شرف عالمؒ

حضرت مولانا عبداللہ عباس ندوی
(معتمد تعلیم، ندوۃ العلماء، لکھنو)

مجھ سے شاہ شرف عالمؒ ایک درجہ جونیئر تھے ۱۹۴۰ء میں وہ درجہ چہارم میں داخل ہوئے تھے، اچھے خاصے کھاتے پیتے گھرانے کے نونہال نظر آتے تھے، صاف کھلی ہوئی گوری رنگت، اس پر آمد شباب کی رونق، دمکتی ہوئی سرخی، موزوں قد و قامت، خوبصورت، خوش لباس، خوش اخلاق، اپنے ساتھیوں میں مقبول، اور بڑوں کے سعادت مند نظر آتے تھے، اس زمانہ میں ہم ان کے بارے میں اتنا جانتے تھے کہ بھاگلپور کے ایک رئیس زادہ ہیں، گرمیوں کی چھٹی میں ان کے والد ماجدؒ دارالعلوم کے کسی اوپر درجہ کے طالب علم کو دعوت دیا کرتے تھے کہ ان کے صاحبزادہ شاہ شرف عالم کو کتابوں کی تکرار کرائیں اور ڈیڑھ مہینہ کا وقفہ تعلیمی اور اخلاقی پہلو سے کامیاب گزرے، انہیں طلبہ میں جوان کی ذہنی تربیت کے لئے بلائے گئے تھے ان میں میرے درجہ کے ساتھی مولانا مجیب اللہ ندوی (حال ناظم دارالرشاد اعظم گڑھ) بھی تھے، وہ واپس آکر ان کو خانقاہ کا علمی اور دینی ماحول بتایا کرتے اور ان کے والد ماجد کے دینی جذبات اور علمی مدارج اور وسعت معلومات کا ذکر کرتے، ان کے ایک دوسرے ساتھی جو اس کام کے لئے مدعو کئے گئے وہ سلمان مرحوم تھے، جو حدیث العہد بالاسلام نوجوان تھے، بہت تیز اور ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ مقرر بھی تھے اور تحریر بھی بے جا نہیں ہوتی تھی، سلمان مرحوم کی تالیف قلب کا بار حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اور ان کے عزیز بھائی سید احمد حسنی (ٹونک) نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا، مگر وہ اپنے ذاتی حالات اور لکھنؤ میں ازدواجی زندگی کی ناکامی کی بنا پر ہمیشہ کے لئے اپنے مربیین اور لکھنؤ سے جدا ہو گئے، مگر شاہ شرف عالم کا ساتھ نہیں چھوڑا اور شاہ صاحب کے خاندان نے ان کو اپنا بنائے رکھا۔ شاہ شرف عالم کا میرے نزدیک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ یہ صاحب نورالحق عرف سلمان بن اسلام اپنی تیز رفتاری میں بے باکی کی طرف مائل ہو گئے اور کمیونزم کی چھاپ ان کی تقریروں میں پڑنے لگی اور اسلام سے ایک طرح کا بُعد پیدا ہو گیا۔ یہی شاہ شرف عالم تھے جو ان کو دین کی پگڈنڈی پر کھینچ لائے، میں نے یہ بات شاہ شرف عالم سے پوچھی تو انہوں نے کہا کہ میں نے سلمان (صاحب مرحوم) سے کہا کہ بھائی سلمان! کیا ہماری ملت میں بے راہ اور بھٹکے ہوئے لوگوں کی کمی تھی کہ تم باہر سے آکر اپنے وجود سے ایک اور اضافہ کر رہے ہو؟ یہ بات دل سے کہی گئی تھی اور اس کی چوٹ سلمان کے قلب پر پڑی اور وہ دین کی ڈگر پر واپس آگئے، جماعت اسلامی سے متعلق ہوئے اور اس کے سہ روزہ اخبار "دعوت" کے نائب اڈیٹر یا کالم نویس کی حیثیت سے کام کرتے رہے، بھاگلپور میں انہوں نے اپنا ایک خاندان بنالیا تھا اور وہی ان کا وطن کہا جاتا تھا، اس کے بعد کیا ہوا مجھے معلوم نہیں، البتہ مولانا شاہ شرف عالمؒ کی زندگی کا ایک کارنامہ تھا کہ ان کو دینی زندگی پر واپس لائے خود شاہ شرف عالمؒ کی عزیمت، اخلاص اور جوش عمل کا ایک اور نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ یہ شاہ صاحب ندوہ کے درجہ چہارم میں پڑھتے تھے اور جیسا کہ عرض کیا کہ ایک رئیسانہ معاشرت کے وارث تھے، ان کے خاندان کی کوئی شاخ کانپور سے دور "کالپی" میں آباد ہے۔ جہاں یہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے اور جیسا کہ سب جانتے ہیں "درعہد جوانی چناں افتد و دانی"، تعلیم سے منقطع ہو گئے، اور گھر گرہستی میں لگ گئے، پھر ان کے والد معظم کی وفات ہوئی تو ان کے جانشین قرار پائے، سیکڑوں مریدوں اور عقیدت مندوں کے بزرگ ثابت ہوئے (اگر چہ خود جوان تھے) کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے پختہ عزم کر لیا کہ جو تعلیمی سلسلہ منقطع ہو گیا تھا اس کو پھر سے جوڑیں یہ بڑی ہمت کی بات تھی اور اس میں اخلاقی جرأت تھی، شاہ شرف عالم نے دکھلا دیا کہ وہ بڑے خاندان کے فرد صرف جاہ و منزلت، دولت و ثروت ہی میں نہیں بلکہ سیرت و اخلاق میں بھی بلند مرتبہ کے حامل تھے، وہ ندوہ دوبارہ آئے اور پوری محنت اور شغف سے اپنی تعلیم مکمل کی اور اس کی پرواہ نہ کی کہ کل جو ان کے ساتھی تھے وہ آج کے استاذ بن بیٹھے، میرے نزدیک شاہ شرف عالم کی دوسری خوبیوں کے ساتھ یہ بات اہل اللہ کی صفت خاص ہے، جس پر مولانا شاہ شرف عالم صاحب سجادہ خانقاہ دمڑیا بھاگلپور فائز ہوئے۔

راقم الحروف اس زمانہ میں ہندوستان سے باہر اپنا ٹھکانہ بنا چکا تھا، اس لئے میرا ربط پہلے کی طرح باقی نہیں رہا جو طالب علمی کے زمانہ میں تھا لیکن دل ان کی عظمت اور محبت کا قائل تھا اور ہے۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ کے جلسہ

میں آکر شریک ہوتے تو ایک رونق آجاتی اور مجھے تو ایسا محسوس ہوتا کہ جیسے دل کی کلی کھل اٹھی، چہرے کی صباحت، ناک نقشہ کی موزونیت، بلند پیشانی، عزم وہمت کی نشاندہی کرتی رہی، اب بھی وہ خوبصورت تھے، بڑھاپے نے ''اشتعل الراس شیبا'' کی سنت کو تازہ کر دیا تھا، مگر جب ملتے اور یکجا بیٹھتے تو محسوس ہوتا کہ ہم وہی عبداللہ پھلواروی اور وہ شرف عالم بھاگلپوری ہیں، نام کے ساتھ سابقہ (حضرت مولانا وغیرہ) اور لاحقہ (دامت برکاتہم، مدظلہ العالی) کبھی ہمارے درمیان حائل نہیں ہوا، ان کے بڑے صاحبزادے مولانا شاہ حسن مانی سلمہ اللہ ایک وجیہہ اور پرتاثیر شخصیت رکھتے ہیں، جب بھی ان پر نظر پڑی محبت کی آنکھوں نے ان کی پیشانی چومی اور دل سے دعا نکلی کہ اللہ اس خاندان کے دینی اور دنیوی، علمی اور اخلاقی قدروں کو بڑھاتا رہے، شاہ شرف عالم کے بہت سے کارنامے ہیں، فسادات کے موقع پر ان کی شاہ مارکیٹ جس کی بہت تعریف سنی ہے فساد کی زد میں آگئی اللہ نے اس کی تلافی کرائی، شاہ شرف عالم نے اپنی ترقی اور خوشحالی کے لئے کسی کونسل، اسمبلی، الیکشن اور نامزدگی کی جستجو نہیں کی اور جس چیز کی جستجو کی وہ اخلاص اور تقویٰ اور بزرگوں کے نقش قدم پر قائم رہنے کی دھن ان کے اندر موجود تھی اور آخری وقت تک بڑھتی رہی، اور وہ اب بھی قائم ہے، قبر کی مٹی گوشت پوست کو چھپا دیتی ہے مگر سیرت واخلاق، علم وتقویٰ وہ جوہر ہے جس کو قبر کیا ہفت آسمان بھی چھپا نہیں سکتے، شاہ شرف عالم مغفورلہ (انشاء اللہ) کی وفات کی خبر مجھے ''تعمیر حیات'' سے ملی اور برادرم مولوی امین الدین شجاع الدین کے مضمون میں ان کی شخصیت پر اچھا خاکہ نظر سے گزرا، جب میرے فرزند ضیاء عبداللہ لکھنؤ کے سفر سے واپس آئے تو میری غیبت میں آئے ہوئے خطوط بھی موصول ہوئے، انہیں خطوط میں مولوی حسن مانی سلمہ اللہ کا مکتوب عزیز مشتمل بمضمون بھی تھا، ایسے موقع پر اپنے ہم عمر کے انتقال کی خبر سن کر یہ شعر زبان پر آتا ہے۔

عدم کے جانے والو آنے والے ہیں وہیں ہم بھی
ہماری راہ بھی منزل بہ منزل دیکھتے جاؤ

نازاں جمشید پوری

اک دن سب کو جانا ہے

ہم پردیسی، تم پردیسی سارا جگ بیگانا ہے
کون رہا ہے، کون رہے گا، اک دن سب کو جانا ہے

رہا نہ رستم، رہا نہ دارا، موت نے آخر سب کو مارا
دنیا ہے دو دن کی یارو، جیون ہے اک بہتی دھارا
سوچ ذرا اس جگ میں پگلے کیا ہے ہمارا کیا ہے تمہارا
پل دو پل کے سب ہیں ساتھی، پل دو پل کا کھیل ہے سارا
جھوٹے ہیں سب رشتے ناتے، یہ دل کو سمجھانا ہے
ہم پردیسی، تم پردیسی سارا جگ بیگانا ہے

دولت پر اترانا کیسا، طاقت پر اٹھلانا کیسا
یہ سب ہیں اک پل کے ساتھی، جھوٹی شان دکھانا کیسا
ہے یہ جوانی ڈھلتا سورج، شرمانا بل کھانا کیسا
دے دیا دھوکہ جب بچپن نے، ہو کے جواں اترانا کیسا
عمر کی کوئی قید نہیں ہے، سانس رکی بس جانا ہے
ہم پردیسی، تم پردیسی سارا جگ بیگانا ہے

تم نے جو یہ محل بنایا، دولت کا انبار لگایا
الٹے سیدھے ڈھونگ رچا کر، دھرم کا دھندہ خوب جمایا
ارمانوں کا خون بہا کر، دولت لوٹی جشن منایا
دھن کے اندھے سمجھ نہ پائے کون ہے اپنا کون پرایا
شیش محل سے تم کو نکل کر، مٹی میں مل جانا ہے
ہم پردیسی، تم پردیسی سارا جگ بیگانا ہے

نازاں یہ تم سب سے کہدو، دنیا کی ہر شئے ہے فانی
دنیا کا دستور یہی ہے، یہ دنیا ہے آنی جانی
من مانی کی ریت غلط ہے، کیوں کرتے ہو تم نادانی
بچپن کی ہو شام سہانی، ہو چاہے وہ مست جوانی
سانسوں کا رشتہ ٹوٹا تو، پنچھی کو اڑ جانا ہے
ہم پردیسی، تم پردیسی، سارا جگ بیگانا ہے
کون رہا ہے، کون رہے گا، اک دن سب کو جانا ہے

فقہی سوال وجواب

مفتی محمد طارق ندوی
(استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء)

س: ٹی وی دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج: ٹی وی پر دینی پروگراموں کا دیکھنا یا سننا جائز ہے اور فحش پروگراموں کا دیکھنا حرام ہے۔ لیکن دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ آدمی ناجائز باتوں سے بچ نہیں پاتا ہے۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو احتراز کیا جائے۔

س: گردہ کسی انسان کی جان بچانے کے لئے دے سکتے ہیں یا نہیں؟

ج: نہیں دے سکتے۔ اس لئے کہ انسان اپنی جان کا مالک نہیں ہے۔ اس لئے آزادانہ تصرف بھی نہیں کرسکتا ہے۔ مزید یہ کہ اس میں انسان کی اہانت ہے۔ ولقد کرمنا بنی آدم۔

س: ایک عورت کے پاس دس تولہ سے زائد سونے کا زیور ہے، لیکن وہ اس کو استعمال میں نہیں لائی ہے تو کیا اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے؟

ج: زیور چاہے استعمال کیا جائے یا رکھا جائے ہر حال میں زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ بشرطیکہ بقدر نصاب ہو۔

س: حج ہاؤس کی تعمیر میں مرحوم کے نام سے ایصال ثواب کے لئے چندہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

ج: مرحوم کے نام سے حج ہاؤس کی تعمیر میں چندہ دے سکتے ہیں۔ محبوب اور پسندیدہ عمل ہے۔

س: امام محراب کے اندر کھڑے ہوکر نماز پڑھائے اس میں کوئی حرج بھی ہے؟

ج: امام کے دونوں پاؤں اگر داخل محراب ہوں تو مکروہ ہے۔ لیکن اگر خارج المحراب ہوں تو جائز ہے۔ ازدہام اور لوگوں کی کثرت اور جگہ کی تنگی کے سبب اندرون محراب کھڑا ہوسکتا ہے۔

س: پیشاب کی شیشی جیب میں رکھ کر بھولے سے اسی حالت میں نماز پڑھ لی، نماز ہوگئی یا اعادہ ضروری ہے؟

ج: نماز نہیں ہوئی۔ اعادہ ضروری ہے۔ اس لئے کہ ایسا شخص حامل نجاست ہے۔

س: نماز جنازہ میں شریک ہونے کے لئے نفل نماز توڑی جاسکتی ہے یا نہیں؟

ج: نماز جنازہ کے نہ ملنے کا خوف زیادہ ہو تو نفل نماز توڑی جاسکتی ہے۔ فرض نہیں۔

س: خطبۂ جمعہ کے وقت بچوں کو شرارت سے روک سکتے ہیں؟

ج: سر اور ہاتھ کے اشارہ سے روکا جاسکتا ہے زبان سے کچھ نہ کہے، اس لئے کہ زبان سے بولنا جائز نہیں ہے البتہ خطیب کو اجازت ہے۔

س: اگر زید نے اقرار کیا کہ ہندہ میری منکوحہ اور زوجہ ہے تو یہ اقرار ثبوت زوجیت کے لئے معتبر ہوگا یا نہیں؟

ج: معتبر ہوگا۔

س: نابالغ لڑکی کے نکاح کے لئے ماں کو حق ولایت ہے یا نہیں؟

ج: عصبات کے موجود نہ ہونے کی صورت میں ماں کو حق ہوگا۔

س: اگر نابالغ لڑکی کی ماں اور دادا دونوں موجود ہوں تو ولایت نکاح کا حق کس کو حاصل ہوگا؟

ج: حق ولایت دادا کو ہوگا۔

س: نانا کی ایسی زوجہ جس کا تعلق نانی اور ماں سے کچھ نہ ہو وہ حرام ہوگی یا حلال؟

ج: نانا کی زوجہ حرام ہے۔ ولا تنکحوا مانکح آباء کم اس صورت کو شامل ہے۔

س: اگر زکوٰۃ کے روپیہ سے کپڑا یا غلے خرید کر مسکین کو دے دیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

ج: ادا ہو جائے گی، کیونکہ اداء زکوٰۃ میں اصل رکن ٹھیک ہے جو یہاں موجود ہے۔

س: مال حرام اور غنا کی کمائی میں زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

ج: واجب نہیں ہوگی، وہ سارا مال واجب التصدق ہے۔

دعائے مغفرت

☆ انور گنج کانپور کے جناب حاجی نذیر احمد صاحب کا انتقال ہوگیا۔ مرحوم کے پس ماندگان میں پانچ لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔

☆ سید محمد علی جعفری ٹی بہن مقیم کراچی ۱۷ راگست کو انتقال کرگئیں مرحومہ کے شوہر جناب سعود الحسن صاحب ہاشمی اور مرحومہ کے جملہ پسماندگان کے ساتھ ادارہ اظہار تعزیت کرتا ہے۔

علوم قرآن اور ندوۃ العلماء

از: محمد طارق ایوبی ندوی
اے ایم یو علیگڑھ

(گزشتہ سے پیوستہ)

کسی بھی باب میں ندوۃ العلماء کے علمی کارناموں کا ذکر چھیڑے اور ندوہ کے گل سرسبد حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا نام نامی نہ آئے، یہ کیسے ممکن ہے؟ بلاشبہ مولانا مرحوم کے علمی آثار میں سیر وسوانح اور تاریخ وادب کے اعلیٰ علمی شاہکار ہیں، لیکن اس میں قطعی شک نہیں کہ مولانا مرحوم کو قرآن عظیم سے خاص شغف تھا ہر موقع پر مولانا سب سے پہلے قرآن کی طرف ہی رجوع فرمایا کرتے تھے۔

آپ جب ۱۹۳۴ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں بحیثیت استاذ تفسیر وادب مقرر ہوئے تو ''مطالعہ قرآن کے اصول ومبادی'' کے عنوان پر مختلف مضامین بیان کرنے شروع کئے جو بعد میں اسی نام سے کتابی صورت میں شائع ہوئے، آپ نے اس کتاب میں اولاً قرآن پر خود قرآن کی زبان میں روشنی ڈالی ہے اور پھر قرآنی اعجاز کو موضوع بحث بنایا ہے نیز اس کے مختلف معجزات کو قلمبند کیا ہے، ساتھ ہی قرآن کریم اور دوسرے آسمانی صحیفوں کے فرق کو واضح کرتے ہوئے اس کی پیشین گوئیوں کو بیان کیا ہے، پھر ان معاون اصولوں پر روشنی ڈالی ہے جو فہم قرآن کے لئے مفید ثابت ہوتے ہیں اور ان چیزوں کا بھی ذکر کیا ہے جو قرآن سے استفادہ کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

آپ کی دوسری کتاب ''تأملات فی سور القرآن الکریم'' ہے یہ آپ کے مختلف مقالات کا مجموعہ ہے جسے دارالقلم دمشق نے شائع کیا ہے، ان مقالات میں ''قصور کبار عقلاء الغرب وفضلاء ہ فی علوم الآخرۃ'' اور ''معرفۃ اللہ تعالیٰ والحقائق الدینیۃ'' نیز ''الانسان بین السمو والانتکاس فی ضوء سورۃ التین'' جیسے مفید مقالات ہیں، یہ کتاب جہاں ایک طرف مطالعۂ قرآن اور اعجاز قرآنی کے بے شمار موتیوں سے مزین ہے وہیں دوسری طرف ادبی نمونوں سے لبریز ہے، مختلف دینی، عصری اور اخلاقی مسائل قرآن کی روشنی میں بڑے ہی دلنشیں اور ادبی اسلوب میں بیان کئے گئے ہیں۔

مولانا کی ادبی خدمات کی ایک کڑی آپ کی کتاب ''افادات قرآنی ہے'' جو آپ کی وفات کے بعد منظر عام پر آئی، اس کتاب میں آپ نے مختلف آیتوں کی تشریح عصری تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بڑے ہی خوبصورت انداز میں پیش کی ہے، اخلاقیات ومعاملات، عبادات اور اصلاح وتبلیغ سے متعلق آیتوں کو حضرت والا نے اس انداز سے پیش کیا ہے کہ جو خاص وعام اور بالخصوص جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے مفید بن سکے، بلاشبہ عربی زبان وادب میں آپ کو وہ مقام حاصل تھا جو اہل زبان کو حاصل ہوا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ نے قرآنی الفاظ کی جو تشریح فرمائی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے، اس کے علاوہ مولانا کی قرآنی خدمات میں ''تفسیر سورہ کہف'' جو ''معرکۂ ایمان ومادیت'' کے نام سے چھپی ہے نیز ''قرآن کا مطالبہ مکمل اطاعت وسپردگی'' اور دیگر رسائل ہیں، مولانا نے تشریح آیات میں جو خاص بات ملحوظ رکھی ہے وہ یہ ہے کہ آج کا انسان عصری تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اپنے آپ کو قرآن کی روشنی میں قرآن کے قالب میں ڈھال سکے۔

مولانا مرحوم کی کتاب ''معرکۂ ایمان ومادیت'' بھی ایک مختصر مقالے کی تکمیل ہے اس کتاب میں آپ نے اپنے خاص اور منفرد دعوتی اسلوب میں پوری سورہ کہف کا مطالعہ کیا ہے اور اس کی تفسیر، احادیث، قدیم تاریخ اور جدید معلومات وخالات حاضرہ کی روشنی میں پیش کی ہے، مولانا نے اپنے مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ پوری سورہ کا موضوع ایک ہے اور اس موضوع کو ''ایمان ومادیت کی کشمکش'' سے تعبیر کیا ہے، حدیث شریف میں سورہ کہف کی خصوصیت بتائی گئی ہے کہ وہ فتنہ دجال سے حفاظت کرے گی، اس ضمن میں آپ نے بڑی دلچسپ اور مفید معلومات فراہم کرتے ہوئے آخیر زمانے کے فتنوں سے سورہ کہف کے تعلق کو بیان کیا ہے، پوری سورہ میں وارد چاروں حصوں کا تجزیہ کرتے ہوئے مولانا نے عصر حاضر سے ان کے تعلق کو بیان کیا ہے۔

ابنائے ندوہ میں قرآن کی خدمت کرنے والوں میں ایک جلی نام ندوہ کے شیخ التفسیر مولانا محمد اویس ندوی نگرامیؒ کا ہے۔ مولانا سالہا سال تک تفسیر بالمتن کے ذریعہ طلبہ میں تفکر وتدبر کی روح پھونکتے رہے۔

موصوف کے آثار علمیہ میں آپ کی کئی تصنیفات ہیں، آپ کا ایک گراں قدر رسالہ ''قرآن کا مطالعہ کیسے کریں؟'' ہے جو ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں مصنف مرحوم نے قرآنی آیات اور

احادیث نبوی کی روشنی میں مطالعہ کے اصول، شرح وبسط کے ساتھ بیان کیے ہیں، اور آخر میں وہی صحیح اور سچی بات لکھی ہیکہ قرآن کی تفسیر اولاً قرآن ہی کے ذریعہ کی جائے بصورت دیگر احادیث کا سہارا لیا جائے، مولانا محمد اویس نگرامی ندوی کی اس خدمت کو سراہتے ہوئے مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں کہ اس کتاب الٰہی سے مستفید ہونے والوں کے لئے کوئی ہدایت نامہ کسی صاحب فن کے قلم سے موجود ہوتا دلی مسرت اس امر کے اظہار میں ہے کہ اس ضرورت کو ندوی فاضل اور اہل قلم نے پورا کردیا'' آپ کی دوسری کتاب ''تعلیم القرآن'' ہے جس میں عقائد وعبادات اور معاملات واخلاقیات کے متعلق تمام احکامات اسلامی کو قرآن کی روشنی میں بیان کیا ہے، متعلقہ آیات کی تشریح نہایت ہی عام فہم لیکن بڑے ہی دلنشیں انداز میں کی ہے۔

مصنف موصوف کا وقیع علمی کارنامہ ان کی تالیف ''التفسیر القیم'' ہے جس پر محمد حامد الفقی کی تحقیق ہے، موصوف کو ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کے اجتہادات اور ان کی تصنیفات سے بڑا شغف تھا یہی وجہ تھی کہ انہوں نے ابن قیم کی ان تفسیری کوششوں کو جو منتشر تھیں بڑی دیدہ ریزی کے ساتھ جمع کرکے ان کے خوشہ چینوں کیلئے بالخصوص اور قرآن وعلوم قرآن سے شغف رکھنے والوں کیلئے بالعموم ایک مفید اور گراں قدر خدمت انجام دی ہے، اس کے علاوہ آپ کی خدمات میں ''تفسیر ابن تیمیہ'' پر آپ کا کام اور ''الخیرا لکثیر فی شرح الفوز الکبیر'' قابل ذکر ہیں،

وہ فضلائے ندوہ جنہوں نے علوم قرآن کی خدمت میں اپنا مقام بنایا انہیں میں ایک روشن نام مولانا ابو اللیث اصلاحی ندویؒ کا ہے، انہوں نے سیکڑوں علمی مباحث کو بڑی سلاست کے ساتھ علمی دنیا کے سامنے پیش کیا ہے، مولانا ''الاصلاح'' ''ترجمان القرآن'' اور ''فاران'' میں برابر اپنے فیضان علم سے تشنگان علم کو سیراب کرتے رہے اور ان مجلوں کے صفحات کو اپنے شاہکار مباحث اور علمی نگینوں سے زینت بخشتے رہے، آپ کے مختلف مضامین ہیں جو اپنے آپ میں بڑی علمیت رکھتے ہیں، انہیں میں سورہ ہود سے متعلق ایک حدیث کی وضاحت ''قرآن مجید اور سبع'' ''قرآن میں تکرار کی نوعیت'' ''قصہ آدم وشیطان'' اور ''تفسیر سورہ فیل'' نیز ''قوموں کی ہلاکت کا سبب، ایک آیت کے مفہوم کی تحقیق'' قابل ذکر ہیں، اس کے علاوہ مولانا کی دیگر علمی اور قرآنی خدمات ہیں جو آپ کے نام کے ساتھ ہمیشہ صفحات تاریخ میں منسلک اور زندہ رہیں گی۔

ندوی خادمین قرآن میں ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی کا نام بھی اپنا ایک مقام رکھتا ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے عربی، اردو، فارسی اور انگریزی پر یکساں قدرت دی ہے، چنانچہ مولانا موصوف نے ایک کتاب ''ترجمات معانی القرآن الکریم وتطور فہمہ عندا لغرب'' تصنیف کی، یہ کتاب خاص طور پر انگریزی میں قرآن کریم کے تراجم پر مشتمل ہے، اس بحث میں مصنف نے ترجمہ کے مسائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان مشکلات کا تذکرہ کیا ہے جن سے مترجم کو دوچار ہونا پڑتا ہے، ساتھ ہی یورپین زبان میں ترجمہ قرآن کی تاریخ، قادیانیوں اور مسلمانوں کے تراجم قرآن اور کچھ تفسیروں کے مختصر لیکن جامع تذکرے ہیں۔

مصنف موصوف کی دوسری کتاب ''تعلم لغۃ القرآن الکریم'' ہے جس میں خاص طور پر آیات قرآنی سے استدلال کرتے ہوئے عربی وانگریزی الفاظ کو تطبیق دی گئی ہے،

آپ کی تیسری کتاب ''قاموس ألفاظ القرآن الکریم'' ایک عربی انگریزی لغت ہے جو قرآن کریم کے الفاظ کی جزری ترتیب کے ساتھ معنوی سیاق وسباق اور نحوی وصرفی اور دیگر تفصیلات پر مشتمل ہے، اس کتاب کی اہمیت اس لئے اور زیادہ ہوجاتی ہے کہ اس موضوع پر Jhon کے علاوہ کسی اور کی کتاب موجود نہ تھی، ایسے لوگ جو عربی زبان کی تھوڑی واقفیت رکھنے کے باوجود تمنا کرتے ہیں کہ بغیر ترجمہ قرآن کے معنی سمجھ لیں ان کی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے یہ کتاب بڑی حد تک معاون اور مستند وسیلہ ہے،

مولانا موصوف کی کتاب ''قرآن کریم: تاریخ انسانیت کا سب سے بڑا معجزہ'' وہ تصنیف ہے جس نے اردو زبان کے دامن کو تصنیف وتالیف کے میدان میں ایک بیش قیمت اور اپنے موضوع پر مکمل علمی بحث سے مزین کیا ہے، اس حقیقت کا اعتراف پروفیسر محسن عثمانی ندوی نے کرتے ہوئے لکھا ہے'' مصنف موصوف نے معجزے کے معنی اور اس کی مختلف شکلوں سے لیکر قرآن کے علوم ومعارف اور اس کے لفظی ومعنوی اعجاز کا خوبصورت ومکمل جائزہ پیش کیا ہے، کتاب کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ اس موضوع کی تمام عربی واردو تصنیفات کو کھنگالنے کے بعد یہ گراں قدر علمی مواد پیش کیا گیا ہے'' اس کے علاوہ بھی اس ضمن میں مصنف موصوف کی خدمات قابل ذکر ہیں جن میں ''المذاہب المنحرفۃ فی التفسیر'' اور ''شرح کتاب النکت فی اعجاز القرآن للرمانی'' اپنا خاص مقام رکھتی ہے۔

ابنائے ندوہ کی قرآنی خدمات کی ایک کڑی مولانا احمد حسن صاحب ندوی کی کتاب ''تفسیر آیات الاحکام من کلام رب الأنام'' ہے، مصنف کتاب نے نہایت مفید اسلوب اپناتے ہوئے یہ کوشش کی ہے کہ سورہ بقرہ کی ان آیات کی تفسیر جن میں اللہ عزوجل نے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا ہے ایسی واضح ہوجائے کہ ہر ذی عقل کے لئے اس کی فہم آسان ہو یہ کتاب ۱۴۹ صفحات پر مشتمل ہے، قرآن پاک کی بلاغت وفصاحت اور اس کے اعجاز پر روشنی ڈالتے ہوئے مختلف مسائل کو بڑے ہی خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے،

مصنف موصوف کی دوسری قرآنی خدمت ''تبیان القرآن'' کے نام سے جانی جاتی ہے، اس کتاب میں مصنف نے سورہ فاتحہ سے پارہ سیقول تک کی تفسیر بیان کی ہے، کتاب میں بقول مصنف ''خدا کا شکر ہے کہ اس تفسیر میں اگر ایک طرف ان اصولوں کی پابندی کی گئی ہے تو دوسری طرف معقولات کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا گیا ہے''

مولانا عبدالقیوم ندوی صاحب کی کتاب ''قرآن اور اس کی تعلیمات'' بھی اسی فہرست میں شامل ہے، اس کتاب کے متعلق مولانا مناظر احسن گیلانی تحریر فرماتے ہیں ''جہاں تک میرا خیال ہے کہ ان میں ہر عنوان اور بحث کا ہر موضوع اہم اور اس قابل ہیکہ مولانا عبدالقیوم صاحب ندوی تو جو کچھ اس راہ میں کر سکے کر ہی چکے آئندہ بھی انہیں عنوانوں کی روشنی میں اگر چاہا جائے تو بہت کچھ کیا جاسکتا ہے''۔ اور مولانا علی میاںؒ یوں لکھتے ہیں ''اس کتاب کی حیثیت کسی تفسیر کی نہیں بلکہ ایک تعارف اور تاریخی مقدمہ کی ہے جس سے مطالعہ میں مدد ملتی ہے''۔ (جاری)

مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی کی اہم کتاب

عربی میں نعتیہ کلام

اس کتاب میں عربی نعت کا تعارف اور اس کی مختصر تاریخ پیش کی گئی ہے اور عربی میں نعت کا ابتدائی سرمایہ ابوطالب، اعشیٰ کی نعتوں وغیرہ کے ساتھ خلفاء راشدین صحابہ کرامؓ اور متاخرین شعراء کی نعتیں اور اندلس، شام ومصر ودیگر ممالک کے عربی شعراء کا نعتیہ کلام جمع کیا گیا ہے۔ اور نعتوں کا سلیس وشگفتہ ترجمہ کتاب کی دل آویزی بڑھاتا ہے۔
اسی کے ساتھ قصیدہ بانت سعاد، قصیدۂ بردہ پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔

اس اہم موضوع پر اردو میں پہلی کتاب
بہترین کتابت وطباعت۔ طلباء کے لئے خصوصی رعایت
قیمت مجلد: ۸۰ روپے

ناشر
مکتبہ اسلام، 172/54 محمد علی لین، گوئن روڈ، لکھنؤ یوپی

مولانا برکت اللہ بھوپالی ایجوکیشنل اینڈ سوشل سروس سوسائٹی (رجسٹرڈ-17236/86)
کے زیر اہتمام
جنگ آزادی کے عظیم مجاہد، حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد
اور پہلی جلاوطن حکومت کے وزیر اعظم
پروفیسر مولانا برکت اللہ بھوپالی
کی یاد میں قائم دینی وعصری تعلیم کے اہم مراکز
□ **برکت اللہ پبلک ہائر سیکنڈری اسکول**
گاندھی نگر، بھوپال، مدھیہ پردیش، انڈیا
□ **برکت اللہ گرلس ہائر سیکنڈری اسکول**
سلطانیہ روڈ، ٹیلی فون ایکسچینج کے سامنے، بھوپال، ایم پی، (انڈیا)
□ اس ادارہ میں عصری تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کا بھی معقول انتظام ہے۔
□ غریب اور نادار ومفلس طلبہ کو مفت تعلیم دی جاتی ہے۔
منجانب:- حاجی محمد ہارون ایڈوکیٹ۔ (بانی وناظم اعلیٰ)
فون: 0091-755-2543466, 2642715

علامہ اقبالؒ اور علامہ سید سلیمان ندویؒ
کا اتحاد فکری

مولوی منور سلطان ندوی

پچھلی صدی میں دو معاصر شخصیتوں کو ملت نے علامہ کا خطاب دیا، اور حقیقتاً دونوں بجا طور پر اس کے مستحق تھے، ان دونوں میں ایک کی حیثیت شاعر، فلسفی، اصلاح امت کے داعی اور ادب اسلامی کے ترجمان کی ہے، تو دوسرا عالم، مذہبی پیشوا، ادیب، محقق، مؤرخ، سیرت نگار اور مصلح ہے، ایک نے ''بانگ درا'' دیا، ''بال جبریل'' دی، ''اسرار خودی'' اور رموز بے خودی'' کا تحفہ دیا اور ''تشکیل الٰہیات جدید'' کے ذریعہ فکری روشنی بخشی تو دوسرے نے ''سیرت النبی'' ''دارالمصنفین'' معارف'' اور علمی وادبی لٹریچر کا گرانقدر سرمایہ دیا، وفد خلافت کی قیادت کی، جمعیۃ العلماء ہند کی صدارت کی، اور ندوۃ العلماء میں معتمد تعلیمات کے معزز عہدہ پر فائز رہ کر ملت کو تعلیم کی راہ دکھائی، اور اصلاح نصاب کے خاکے میں حقیقت کا رنگ بھرنے کا آغاز کیا، اگرچہ اول الذکر سیالکوٹ پنجاب اور ثانی الذکر ''دیسنہ'' پٹنہ میں پیدا ہوئے، مگر بعد از مرگ دونوں کی آرام گاہیں پاکستان میں بنیں، دنیا ان میں سے اول الذکر کو شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال اور دوسرے کو سید الطائفہ علامہ سید سلیمان ندویؒ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

یہ دونوں حضرات اور ملت کی عظیم شخصیتیں آج بھی معروف ومشہور ہیں ان کے درمیان گہرا ربط وتعلق تھا، آپس میں مضبوط اور قابل رشک تعلقات تھے، جو مختلف جہتوں پر مشتمل تھے، باہمی محبت لگاؤ وعقیدت کے درجہ میں تھی، خیالات کی ہم آہنگی اور فکری اتحاد کا یہ حال تھا کہ دونوں خود کو ایک ہی کشتی کا سوار سمجھتے تھے، ملت کی اصلاح اور ان کا کھویا ہوا وقار بحال کرنا دونوں اپنا فرض سمجھتے تھے، اس لئے ایک دوسرے کے نام خطوط میں انہیں چیزوں کا تذکرہ ہوتا، ملتے تو یہی موضوعات اکثر زیر بحث آتے، ملکی وبین الاقوامی مسائل پر غور کرتے، موجودہ حالات پر گفت وشنید ہوتی، اور ملت کے بیمار وکمزور جسم میں قوت بخشنے اور اسے قیادت کرنے کے قابل بنانے پر تبادلۂ خیال کرتے، اس کے ساتھ ایک دوسرے کی خدمت ومصروفیات سے پوری واقفیت رکھتے ان کی خدمات کا اعتراف کرتے، کاموں کو سراہتے، اور اپنی خوشی کا کھل کر اظہار کرتے۔

یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کی نظر میں کیسے تھے؟ اس کی وضاحت کے لئے، ان ہی کے الفاظ مستعار لینے ہوں گے، علامہ اقبال نے سید صاحب کو علوم اسلامیہ کے جوئے شیر کا فرہاد قرار دیا (اقبال نامہ: ۱۶۶) اسی طرح ایک جگہ رقمطراز ہیں:

''آج سید سلیمان ندوی ہماری علمی زندگی کے سب سے اونچے زینے پر ہیں، وہ عالم ہی نہیں، امیر العلماء ہیں، مصنف ہی نہیں، رئیس المصنفین ہیں ان کا وجود علم وفضل کا ایک دریا ہے، جس سے سینکڑوں نہریں نکلتی ہیں، اور ہزاروں سوکھی کھیتیاں سیراب ہوتی ہیں۔'' (یادگار سلیمان ص: ۹)

سید صاحب کے بارے میں علامہ اقبال کے یہ تأثرات ہیں، بلکہ تأثرات کی صرف ایک جھلک ہے، صرف ان کے خطوط ہی سامنے رکھ لئے جائیں جو انہوں نے سید صاحبؒ کو لکھے ہیں تو اندازہ ہوجائے گا کہ ان کی نظر میں سید صاحب کا کیا مقام تھا اور کس طرح علامہ اقبال محبت وشیفتگی کے عالم میں سید صاحب کے نام خطوط لکھتے تھے اور اپنے اشکالات کو آپ کے سامنے پیش کرتے تھے۔

محبت وشیفتگی کی یہی کیفیت علامہ اقبال کے تئیں سید صاحب کے دل میں بھی تھی، اس قلبی مؤدت ومحبت کے ثبوت کے لئے سید صاحب کے دو اقتباسات کافی ہوں گے، آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اقبال صرف شاعر ہی نہیں تھا وہ حکیم تھا، وہ حکیم نہیں جو ارسطو کی گاڑی کے قلی ہوں، یا یورپ کے نئے فلاسفروں کے خوشہ چیں، بلکہ وہ حکیم جو اسرار کلام الٰہی کے محرم اور رموز شریعت کے آشنا تھے، وہ نئے فلسفہ کے ہر راز سے آشنا ہوکر اسلام کے راز کو اپنے رنگ میں گھول کر دکھاتا تھا گویا بادۂ انگور نچوڑ کر کوثر وتسنیم تیار کرتا تھا۔''

''مرحوم کی زندگی کا ہر لمحہ زندگی کے لئے ایک نیا پیام لاتا تھا، وہ توحید کا خالص پرستار، دین کا علمبردار اور تجدید ملت کا طلب گار تھا، اس کے رونگٹے رونگٹے میں رسول انام ﷺ کا عشق پیوست تھا، اور اس کی آنکھیں جسم اسلام کے ہر ناسور پر اشکبار رہتی تھیں، اس نے مستقبل اسلام کا ایک خواب دیکھا تھا، اس خواب کی تعبیر میں اس کی ساری عمر گذر گئی، (معارف مئی ۱۹۳۸) ان عظیم ہستیوں کے درمیان تعلقات کا زمانی دائرہ ڈھائی دہائیوں پر پھیلا ہوا ہے، علامہ اقبال، علامہ شبلی نعمانی کے بڑے مداح تھے، اور دونوں کے درمیان گہرے مراسم بھی

تھے، لہٰذا علامہ شبلی کے قابل فخر شاگرد اور لائق جانشین اقبال سے کیسے ناواقف رہ سکتے تھے، استاذ کے تعلقات کی وجہ سے شناسائی ہوئی، پھر یہ شناسائی ۱۹۱۴ء میں مراسلت کی شکل اختیار کر گئی، پھر یہیں سے دونوں کے درمیان اصل تعلقات کا آغاز ہوا، ۱۹۱۵ء میں علامہ شبلیؒ کے انتقال پر جب سید صاحب نے اپنے استاد کا نوحہ لکھا تو اکبرالہ آبادی اور دیگر شعراء کے ساتھ علامہ اقبال کی خدمت میں بھی یہ مرثیہ ارسال کیا جس کی ان تمام حضرات نے دادوی تھی، علامہ اقبال نے سید صاحبؒ کو جو خطوط لکھے ہیں، ان میں پہلے خط پر یکم نومبر ۱۹۱۶ء کی تاریخ درج ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ اقبال کی طرف سے مراسلت ۱۹۱۶ء میں شروع ہوئی تھی۔

حضرت سید صاحبؒ اور علامہ اقبال کے درمیان کل تین ملاقاتیں ہوئی ہیں، گرچہ دونوں نے ایک دوسرے سے ملنے کی خواہش بھی ظاہر کی تھی لیکن ۱۹۲۷ء سے پہلے دونوں کے درمیان کسی ملاقات کا ذکر نہیں ملتا، اپریل ۱۹۲۷ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کی دعوت پر آپ لاہور تشریف لے گئے، یہاں ڈاکٹر اقبال سے پہلی ملاقات ہوئی، حضرت سید صاحبؒ نے اس ملاقات کا تذکرہ بڑے فخر کے ساتھ کیا ہے۔

اکتوبر ۱۹۳۳ء میں افغانستان کے نادر شاہ نے افغانستان میں تعلیمی اصلاح سے متعلق مشورہ کے لئے ہندوستان کی تین اہم شخصیات کو دعوت دی، ان میں علامہ اقبال، حضرت سید صاحب اور سر راس مسعود شامل تھے، یہ سید صاحب کی علامہ اقبال سے دوسری ملاقات ہے، اس سفر میں دو ہفتہ سے زیادہ دونوں کی رفاقت رہی، اور ایک دوسرے کو قریب سے دیکھنے سمجھنے اور تبادلہ خیال کرنے کا موقع ملا، اس سفر کی روداد سید صاحب نے معارف میں لکھنا شروع کیا جو بعد میں ''سیر افغانستان'' کے نام سے شائع ہوئی، اس سفرنامہ میں بار بار اقبال کا تذکرہ کیا ہے، اور سفر میں ان کی رفاقت اور ان کے خیالات کا نقشہ بڑے اچھے انداز میں کھینچا ہے۔

اور تیسری ملاقات اس وقت ہوئی جب سید صاحب نے انجمن حمایت اسلام لاہور کی دعوت پر لاہور کا دوبارہ سفر کیا، یہاں زنانہ کالج کا خاکہ بنانے کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی، اس کے ایک رکن آپ بھی تھے، چنانچہ سید صاحب نے علامہ اقبال کے مشورہ سے اس کا خاکہ بنا کر پیش کیا، (حیات سلیمانی ص: ۴۲۷) یہ سید صاحب کی اقبال سے آخری ملاقات تھی، مگر اس ملاقات کی تفصیل نہیں ملتی ہے، ۱۹۳۸ء میں علامہ اقبال نے اس دارفانی کو الوداع کہا، اور اسی کے ساتھ ان دو علامہ کے علمی و ادبی تعلقات اور متنوع و گوناگوں روابط کا خاتمہ ہو گیا۔

سید صاحبؒ نے جس انداز سے علم وادب کے ستون کے گر جانے پر علامہ کا نوحہ لکھا اس کے ایک ایک حرف سے محبت کا اظہار ہوتا ہے آپ تحریر فرماتے ہیں:

''وہ ہندوستان کی آبرو، مشرق کی عزت اور اسلام کا فخر تھا، آج دنیا ان ساری عزتوں سے محروم ہوگئی، ایسا عارف، فلسفی، عاشق رسول، فلسفۂ اسلام کا ترجمان اور کاروان ملت کا حدی خواں صدیوں کے بعد پیدا ہوا تھا، اور شاید صدیوں کے بعد پیدا ہو، اس کے ذہن کا ہر ترانہ ''بانگ درا'' اس کی جان حزیں کی ہر آواز ''زبور عجم'' اور اس کے دل کی ہر فریاد ''پیام مشرق'' اس کے شعر کی ہر پرواز ''بال جبریل'' تھی اس کی فانی عمر تو ختم ہوگئی، لیکن اس کی زندگی کا ہر کارنامہ جاوید نامہ بن کر انشاء اللہ باقی رہے گا'' (معارف مئی ۱۹۳۸ء)

ان دونوں ہم فکر و ہم مذہب قائدین کے درمیان ربط و تعلق اور تبادلہ خیال کا بڑا ذریعہ مراسلت تھی، اس مراسلت کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت سید صاحب اسے باطنی ملاقات سے تعبیر کرتے تھے اور دونوں حضرات ایک دوسرے کے خطوط کو بڑی حفاظت سے رکھتے تھے۔

علامہ اقبال کی طرف سے مراسلت کی ابتداء یکم نومبر ۱۹۱۶ء سے ہوتی ہے، سید صاحب کے نام ان کے ستر خطوط ملتے ہیں، یہ سارے خطوط سید صاحب کے پاس محفوظ تھے، علامہ اقبال کے انتقال کے بعد پروفیسر شیخ عطاء اللہ شعبۂ معاشیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے ان کے مکاتیب کو جمع کرنا شروع کیا تو سید صاحب نے بھی اپنے خطوط ان کے حوالہ کر دئے، اس طرح یہ خطوط مکاتیب اقبال کی شکل میں پہلی بار ''اقبال نامہ'' یعنی مجموعہ مکاتیب اقبال'' (ص ۱۷۵ تا ۲۰۰) میں شائع ہوئے، بعد میں یہی خطوط معارف اعظم گڑھ میں اپریل ۱۹۵۴ء تا مارچ ۱۹۵۵ء کے شماروں میں اور ماہنامہ ریاض کراچی کے سید سلیمان نمبر مارچ ۱۹۵۴ء میں بھی شائع ہوئے، ان کے بعد یہ خطوط جہاں بھی نقل ہوئے ہیں وہ اسی حوالہ سے نقل ہوئے ہیں۔

علامہ اقبال کے جو خطوط حضرت سید صاحبؒ کے نام ملتے ہیں، ان کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ دونوں کے درمیان تعلقات کی مختلف نوعیتیں اور جہتیں تھیں، جہاں عقیدت و محبت تھی وہاں علمی بحثیں، ادبی نوک جھونک، مشکل مسائل میں استفسارات، مشکل حالات، مسلمانوں کی اصلاح کی فکر، اسلام کی ترجمانی اور بدلتے

حالات میں ملک وملت کے تئیں اپنی ذمہ داری کا احساس جیسی چیزیں ملتی ہیں۔

علامہ اقبال نے اس مراسلت کے ذریعہ سب سے زیادہ حضرت سید صاحبؒ سے علمی استفادہ کیا ہے، انہوں نے جس طرح سید صاحب کو علامہ شبلی کے بعد استاد الکل کہا، اسی طرح اس تعلق کو نبھایا، علامہ اقبالؒ نے قرآن، حدیث، اصول حدیث، فقہ، کلام، اور فلسفہ وغیرہ سے متعلق کثرت سے مسائل سید صاحب سے دریافت کئے ہیں، بلکہ جب بھی ان کا ذہن کسی فقہی یا کلامی مسئلہ میں اٹکتا، یا حدیث کے ناسخ ومنسوخ اور اجتہاد و اصول اجتہاد وغیرہ سے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہتا تو فوراً سید صاحب کی طرف رجوع کرتے، علامہ اقبال کی بعض تحریروں میں سید صاحب کی فکر کا واضح اثر بھی ملتا ہے۔ ان خطوط کا دوسرا اہم عنصر سید صاحب کا ادبی ذوق، الفاظ کے دروبست پر گہری نظر، محاوروں کے استعمال اور تنقید کا سلیقہ ہے، علامہ اقبال اپنی شہرت اور نظم ونثر پر استادانہ مہارت وقدرت کے باوجود سید صاحب کے ادبی کمالات اور آپ کی زبان دانی کے بڑے قائل ومعترف تھے، اپنے کلام کا تازہ مجموعہ حضرت سید صاحبؒ کی خدمت باسعادت میں ریویو کے لئے ضرور بھیجتے، اور سید صاحب کے تبصرہ کا انتظار کرتے۔ اقبال کی کتاب ''رموز بے خودی'' سید صاحب کے پاس ریویو کے لئے آئی تو سید صاحب نے اس کی خوبیوں کے اعتراف کے ساتھ اس کی بعض خامیوں کی بھی نشاندہی کی، خصوصاً قافیہ، تشبیہات، تکرار الفاظ ومحاوروں کے استعمال کے سلسلہ میں بعض جگہوں پر گرفت بھی کی تھی، علامہ اقبال نے اس کے جواب میں حضرت سید صاحبؒ کے گرفت کردہ الفاظ ومحاوروں کی کئی نظیریں بھی پیش کیں، اور اپنے استعمال کردہ الفاظ اور اس کے معنی کی وضاحت بھی کی، جیسا کہ بعد کے خطوط سے اندازہ ہوتا ہے، مگر ریویو دیکھنے کے بعد جس انداز سے خط لکھا اور اپنی وسعت ظرفی ونیاز مندی کا ثبوت دیا وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت سید صاحبؒ کی رائے اور تبصرہ کی اہمیت اقبال کی نظر میں کیا تھی، اس کا اندازہ خط کے اس ٹکڑے سے لگایا جا سکتا ہے، وہ لکھتے ہیں: ''میں تو اپنے اشعار کو چنداں وقعت نہیں دیتا، لیکن جب ایڈیٹر معارف ان کے لئے تقاضہ کرتے تو شبہ ہوتا ہے کہ شاید ایسا ہی کچھ ہو'' (اقبال نامہ اول: ۱۰۵)

یہ دونوں کا فکری اتحاد ہی تو ہے کہ اقبال نے اپنے پرجوش نظموں کے ذریعہ بیدار کرنے کی کوشش کی، اور ''تشکیل الٰہیات جدید'' کے ذریعہ اجتہاد کی صدا بلند کی، تو سید صاحب نے دارالمصنفین کے ذریعہ علمی اور سائنٹیفک انداز میں اسلام کو پیش کرنے کی طرح ڈالی، اور اسلام پر ہونے والے اعتراضات کے ٹھوس جواب کا سامان فراہم کیا، اور اپنی تحریروں کے ذریعہ علمی وفکری غذا فراہم کر گئے، پھر افغانستان کی تعلیمی اصلاح کے لئے جانے والے سہ رکنی قافلہ میں دونوں کی رفاقت اور لاہور میں زنانہ کالج کے قیام کے لئے اقبال کے مشورہ سے سید صاحب کا تجویز پیش کرنا اتحاد فکر وعمل کی دلیل ہی تو ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

جناب قاری عبدالحمید صاحب ندوی کے خسر جناب حافظ عبدالمجید صاحب جرول بہرائچ، اپنے وطن مالوف میں انتقال فرما گئے مرحوم دین کے خاموش خدمت گذار اور نہایت مقبول وہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے سوگواروں کی ایک بڑی تعداد نے انہیں باچشم پرنم سپرد خاک کیا۔ مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء ڈاکٹر سعید الاعظمی ندوی نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین میں شرکت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بھرپور مغفرت فرمائے اور امت کو ان کا نعم البدل دے۔

ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی کا

دورۂ بھٹکل وگجرات

ڈاکٹر سعید الاعظمی مدظلہ العالی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء نے گذشتہ دنوں اہلیان بھٹکل و زندہ دلان گجرات کی دعوت پر ان مقامات کا دورہ کیا موصوف نے کئی ایک دینی ودعوتی اور اصلاحی نوعیت کے جلسوں میں شرکت فرمائی اور حاضرین سے خطاب فرمایا نیز مختلف مدارس اسلامیہ بھی تشریف لے گئے، عوام وخواص کی مجلسوں اور جلسوں میں شرکت فرمائی۔ بھٹکل کے سفر میں جناب مولانا محمد برہان الدین صاحب سنبھلی اور مولانا عبدالعزیز صاحب بھٹکلی بھی شامل تھے۔

کلونجی تیل

حدیث: آپ ﷺ نے فرمایا کلونجی استعمال کیا کرو۔ اس لئے کہ کلونجی مرض الموت کے سوا ہر مرض کا علاج ہے۔

محمد یہ پروڈکٹس

کریم نگر، حیدرآباد (اے۔پی)

نوٹ: اصلی تیل کی پہچان مورکا نشان۔ کلونجی تیل دیگر ۳۲ پروڈکٹس سے، کینسر، شوگر، بلڈ پریشر، پیٹ کے جملہ امراض جوڑوں کے درد وغیرہ کے مریض شفایاب ہو رہے ہیں۔

سپر اسٹاکسٹ

حرمین ٹریڈرس

مسجد مرکز، کچہری روڈ، امین آباد، لکھنو

موبائل: 9415750289

فون: 0522-2617956

دوکاندار، یوپی اضلاع میں ایجنسی کے لئے رابطہ کریں۔

تحریک آزادی اور ندوۃ العلماء

مولوی محمد فرمان نیپالی ندوی

آزادی انسانی فطرت کا تقاضا اور اس کے ضمیر کی آواز ہے، وہ صرف ملک ووطن کی آزادی پر منحصر نہیں، بلکہ اس میں جسم وروح، قلب وقالب، عزت نفس، فکر وتعقل، احساس وشعور کی آزادی بھی داخل ہے،

اسلام نے صدیوں سے جاری نظام غلامی پر قرآن وحدیث کی کتابوں میں جا بجا قدغن لگائے ہیں، سورۂ بقرہ آیت (۱۷۷) سورۂ توبہ (۶۰)، سورۂ نساء:(۳۶)، سورۂ نور (۳۱۔۳۳) سورۂ بلد (۱۱۔۱۳) سورۂ مجادلہ:۔آیت (۳) سورۂ مائدہ آیت (۸۹) سورۂ نساء (۹۳)، اسی طرح احادیث نبویہ میں صحیح بخاری کی روایت ہے جو کتاب الطلاق میں ہے اور حضرت بریرہؓ کے سلسلہ میں ہے، ابن الجوزیؒ نے سیرۃ عمر بن الخطابؓ میں ص ۸۶ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خاص جملہ نقل کیا ہے کہ متیٰ استعبدتم الناس وقد ولدتھم أمھاتھم أحرارا (کب تک تم لوگوں کو غلام بنائے رکھو گے جب کہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنم دیا)

ہندوستان کی تحریک آزادی تاریخ کا ایک دلکش عنوان اور کتاب ہند کا ایک سنہرا باب ہے، تاریخی طور پر اس تحریک کا آغاز حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے عہد بارہویں صدی ہجری سے ہوتا ہے انہوں نے ہندوستان کو دارالکفر قرار دیا اور غیر ملکی عناصر سے گلو خلاصی حاصل کرنا چاہی۔اس طرح ہم علی سبیل التذکرہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ پہلا دور حضرت شاہ ولی اللہؒ کے عہد بارہویں صدی ہجری ۱۱۵۰ھ سے نئی صدی عیسوی کے آغاز تک رہا، دوسرا دور دہلی پر انگریزوں کے قبضے سے ۱۸۵۷ء تک، اور تیسرا دور ۱۸۵۷ء کی جدو جہد ہے، اور چوتھا دور ۱۹۴۷ء تک کی جان کاہ کوششوں پر محیط ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی اس کوشش کا نتیجہ تھا کہ ذیلی تحریکیں آزادی کے تعلق سے حساس ہوگئیں جن میں مشرق میں بنگال کے نواب سراج الدولہ، اور جنوب میں میسور کے سلطان ٹیپو وغیرہ قابل ذکر ہیں، حضرت شاہ صاحبؒ کی نیابت حضرت شاہ عبد العزیزؒ نے فرمائی اور پورے ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر آتش آزادی کو فروزاں کیا، پھر سید احمد شہید کا کاروان علم وعزیمت بڑھا اور باطل کے خلاف اعلان بغاوت بلند کرتا رہا۔

۱۸۵۷ء کے خونی حادثہ کے بعد اہلیان وطن کو سرمایۂ ملت کی حفاظت ونگہبانی اور مسلمانوں کے تعلیمی وثقافتی نظام کے احیاء اور پاسبانی کی فکر ہوئی۔ بقول حضرت مولانا شیخ الہند محمود الحسنؒ ''دارالعلوم ۱۸۵۷ء کی تلافی کے لئے قائم کیا گیا'' چنانچہ دارالعلوم دیوبند ۱۸۶۶ء اور مدرسۃ العلوم علی گڑھ ۱۸۷۵ء میں قائم ہوئے، یہ دونوں محاذ صرف ایک مدرسہ کی شکل میں سامنے آئے لیکن آزادی کی تحریک کو متحرک وفعال بنانے کے لئے ایک انجمن بلکہ تحریک کی ضرورت برقرار تھی۔

چنانچہ دیوبند کے ۲۸ سال اور علی گڑھ کے ۱۸ سال کے بعد ندوۃ العلماء کی تحریک بپا ہوئی۔ندوۃ العلماء، اور تحریک آزادی دونوں میں جسم وروح کا تعلق ہے۔آزادی کی تاریخ ندوۃ العلماء کے بغیر ناقص اور ادھوری رہے گی لیکن افسوس کہ اکثر محققین نے اس کی خدمات کے کما حقہ، اعتراف سے جی چرایا ہے اور تعارف سے گریزاں رہے ہیں یہ حقیقت ہے کہ اس عمل سے اس کی تاریخ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ندوۃ العلماء جن بنیادی مقاصد کو لیکر قائم کیا گیا ان کے ہر ہر جز سے آزادی کی روح کی جلوہ گری ہوتی ہے، تحریک ندوۃ العلماء کے عموماً چار مقاصد بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) علوم اسلامیہ کے نصاب درس میں دور رس اور بنیادی اصلاحات۔

(۲) ایسے علماء پیدا کرنا جو کتاب وسنت کے وسیع وعمیق علم کے ساتھ جدید خیالات سے بخوبی واقف اور زمانہ کے نبض شناس ہوں۔

(۳) ملی اتحاد اور اسلامی اخوت کے جذبہ کو فروغ دینا۔

(۴) اسلامی تعلیمات کی اشاعت بالخصوص برادران وطن کو اس کی خوبیوں سے روشناس کرانا۔

جدید نصاب کی تیاری اور اس کے اجراء کی بات اس لئے پورے شد ومد کے ساتھ کی جارہی تھی کہ اگر طلباء بین السطور وفوق السطور اور تحت السطور کے حاشیہ میں الجھے رہیں گے تو ملت کی ناخدائی کے کسی طرح اہل نہیں ہوسکتے،

علماء کو کتاب وسنت کے عمیق مطالعہ کی دعوت اس لئے دی جارہی تھی کہ دشمن کے جملہ آلات حرب سے اگر وہ ناواقف رہیں گے تو وہ کبھی میدان نہیں جیت سکتے، ملی اتحاد کی ضرورت اس لئے محسوس کی جارہی تھی کہ اگر احناف وشوافع اور مقلد وغیر مقلد کے اختلافات زور پکڑتے رہے تو مشترکہ ومتحدہ کوشش نہیں ہوسکے گی، اور اہل وطن اگر بنیادی علوم سے ناواقف اور عقائد سے کوسوں دور رہے تو باطل تحریکات کو اپنے جوہر دکھانے کے مواقع ہاتھ آئیں گے۔

ندوۃ العلماء آزادئ ہند کی ضرورت اور اس کی تحریک کو سرگرم عمل بنانے کے لئے منظر عام پر آیا۔ بقول مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ ندوۃ العلماء کا مسلک ولی اللّٰہی ہے، اسی لئے بانی تحریک آزادی حضرت مولانا شاہ صاحب کے چراغ آزادی کی روشنی کو عام کرنے بلکہ انجام تک پہونچانے کے لئے یہ منظر عام پر آیا۔ندوۃ العلماء کو حضرت سید احمد شہیدؒ سے نسبت غلامی حاصل ہے اس لئے ان سے کسب فیض کر کے اس نے براہ راست آزادی کی تحریک میں اپنا نمایاں کردار ادا کیا۔

تحریک ندوۃ العلماء کے بانی ومحرک حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی پوری زندگی اس سوز اور فکر میں گزری، انہوں نے سابق الذکر مقاصد کو بحسن وخوبی روبہ عمل لانے کے لئے کمر کس لی، اور ایسی جان توڑ کوشش کی کہ باطل کو صداقت سے الجھنے کی دوبارہ جرأت نہیں ہوئی، یہ حقیقت ہے کہ مولانا مونگیریؒ کبھی میدان جہاد میں تیر وتفنگ لیکر نہیں نکلے لیکن معاشرہ میں لوگوں کے اندر ان کو اکٹھا کر کے آزادی کے جذبہ کو پروان چڑھایا، ان کی ذہن سازی کرنا اور اس جذبہ کو فروکرنے والی کوششوں مثلاً عیسائیت وقادیانیت کے خلاف برسرپیکار رہنا آپ کا وطیرہ تھا۔وہ فرماتے ہیں کہ مسائل فروعی میں اس قدر لاؤنعم، ردوکد اور سب وشتم نے زور پکڑا کہ جس کا پایہ نہیں، یہ حقیقت ہے کہ دوران جنگ مختلف افراد کے متنوع کام ہوتے ہیں کچھ دشمنوں کے مقابلے پر ہوتے اور کچھ دوسرے انتظامات دیکھتے ہیں، اگر مولانا مرحوم فروعی مسائل کے رفع واختتام اور انگریزوں کے خود کاشتہ پودے عیسائیت وقادیانیت کی ردوتردید میں حصہ نہ لیتے تو ملک آزاد نہ ہوتا۔

علامہ شبلی نعمانیؒ کی ذات والاصفات بھی سرد جنگ کا بازار گرم کئے ہوئے تھی، اپنے اشعار اور تحریری مقالات کے ذریعہ آپ نے اہل وطن کے دلوں میں امید کی کرن دوڑائی اور مستشرقین کے اعتراضات کے ایسے سہل اور مدلل جواب دئے جس سے فکری یلغار کا سلسلہ ختم ہونے لگا۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ ''حیات شبلی'' میں رقمطراز ہیں کہ ملکی معاملات میں وہ ہمیشہ سے آزاد تھے اور آزاد رہے، حالانکہ ایک ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے تھے جس نے اس زمانے کے دستور کے مطابق حکومت وقت سے وفاداری اور حکام شہر سے تابعداری میں نیک نامی حاصل کی تھی'' ----- (حیات شبلی ۶۰۹)

علامہ شبلی نعمانیؒ کے تربیت یافتگان میں علامہ سید سلیمان ندویؒ، مولانا عبد الماجد دریابادیؒ اور دیگر احباب واخوان رہے جن کے نفس گرم نے ہمیشہ تحریک آزادی میں جان ڈالی۔تحریک خلافت کے گویا یہ دونوں کرتا دھرتا تھے اور ہندوستان کی آزادی کے لئے ان دونوں ہستیوں نے کیا کچھ نہیں کیا تاریخ ان کو کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔مولانا محمد علی مرحوم کے ساتھ علامہ سید سلیمان ندوی برابر آزادی کے لئے کوشاں رہے یہاں تک کہ گول میز کانفرنس میں مولانا محمد علی جوہر کے دوش بدوش کھڑے رہے اور اس کارواں کے رئیس وصدر بھی تھے، مولانا ابوالکلام آزادؒ جو آزادی کے سرخیل مانے جاتے ہیں بقول مفکر اسلامؒ جو ندوہ کے کبھی طالب علم نہیں رہے لیکن الندوہ کے سب ایڈیٹر کی حیثیت سے دارالعلوم کی عمارت میں مقیم اور مولانا کی علمی اور ادبی مجلس کے مستقل شریک وحاضر باش تھے'' مولانا آزاد کا قیام ندوۃ العلماء ان کی ذہن سازی اور تحریک آزادی کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں مدد ومعاون ثابت ہوا حتی کہ ایک ندوی فاضل سید نجیب اشرف ندوی مہاتما گاندھی کے قدم بہ قدم رہے اور سنگرت میں عبور حاصل کر کے صحیح فکر اور روح سے لوگوں کو واقف کرایا۔

مولانا عبدالحی حسنیؒ معاون ناظم پھر ناظم ندوۃ العلماء کی حیثیت سے اس عالمی درسگاہ کی خدمت انجام دیتے رہے، ۱۹۱۹ء میں گورنمنٹ نے ناظم ندوۃ العلماء سے یہ تجویز کی کہ دارالعلوم کی عمارت کو چھتری کالج کو دیدیں اور گورنمنٹ ذمہ داری لیتی ہے کہ وہ شاہ پیر محمد ٹیلہ کی مسجد عالمگیری کے سامنے لب دریا عمارت ومسجد بنوائے گی مزید برآں تین ہزار روپئے دارالاقامہ کی تعمیر کے لئے دے گی، ندوہ کو اس وقت اس کی ضرورت تھی لیکن انگریزوں کے وجود سے نفرت اور ان سے ادنیٰ تعاون کو بھی روا نہیں رکھا پس اس تجویز کو یکسر رد کردیا گیا۔

اسی طرح ۱۹۰۸ء میں حکومت کے بارہا اصرار کے باوجود گورنمنٹ گرانٹ ندوہ نے کبھی نہیں قبول کی۔

اس طرح ندوۃ العلماء پر خوامخواہ یہ اعتراض ہے کہ سرجان پرسکاٹ بیوٹ نے دارالعلوم کی اس عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔لیکن حقائق کے تناظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کا حقیقی سنگ بنیاد مولانا ضیاء الحسن علوی ندویؒ سابق رجسٹرار امتحانات مشرقیہ، مولانا شاہ نجم الدین صاحب فتحپوری مجددیؒ نے رکھا، مسٹر جاپلنگ نے رعایتی لگان پر دارالعلوم کو زمین دیے جانے کا حکم دیا اور یہ واقعہ ۲۸ نومبر ۱۹۰۸ء کو پیش آیا۔ یہاں اس بات کا تذکرہ بھی بے محل نہیں ہے کہ مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاںؒ کے قلم سے ان کی پہلی تصنیف ''سیرت سید احمد شہید'' بھی اسی دور میں ضبط تحریر میں آئی جب کہ ملک میں تحریک آزادی کا صور پھونکا جاچکا تھا اس طرح ایک مجاہد آزادی کی سیرت کی یاد تازہ کرتے ہوئے اس تحریک کو تقویت بخشنے کا کام ہوا۔

یہ ایک مختصری جھلک ہے، اس پر مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔

طب صحت

دیندار حضرات میں شرح بیماری کی کمی

ایک جائزہ

مولوی محمد سلمان خاں ندوی
(استاذ معہد دارالعلوم سکروری)

امریکہ کی علمی ریسرچ یونیورسٹیوں کے حالیہ جائزہ رپورٹ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ دیندار حضرات میں شرح بیماری کم ہے اور ان کے اندر قوت دفاع دوسروں کے بالمقابل زیادہ ہے، ہائی بلڈ پریشر کا شکار عمومی طور پر ۶۵ سال کی عمر والے حضرات ہوتے ہیں لیکن دیندار حضرات میں یہ تناسب ۴۰ فیصدی کم ہے، واضح رہے کہ بلڈ پریشر عمومی طور پر دل و دماغ پر اثر انداز ہوتا ہے اور ان حالات میں دماغی رگوں کے پھٹنے کا امکان زیادہ بڑھ جاتا ہے، ڈاکٹر ہارولڈ کہتا ہے: ''ہمیں پورا یقین ہے کہ اسلام میں نماز اور دیگر شعائر کی ادائیگی کا حکم ایک مثبت اور درست حکم ہے جس کے بہتر اور صحت افزا اثرات جسم انسانی پر نمودار ہوتے ہیں اور عام لوگوں کے مقابلہ میں دیندار حضرات بیماریوں کا کم شکار ہوتے ہیں۔''

اس تحقیقی رپورٹ کی اہمیت یوں بھی بڑھ جاتی ہے کہ امریکی یونیورسٹیز کی خالص علمی و تحقیقی ریسرچ کمپنیوں نے اس کا انکشاف کیا ہے اور ایسے معاشرہ میں یہ بات سامنے آتی ہے جو خالص مادی ہے، جو محسوسات سے ماوراء چیزوں کو نہیں دیکھتا، پھر ایسے ماہرین و محققین نے اس کا اعتراف کیا ہے جو خالص علمی بنیادوں کو اپنا معیار بناتے ہیں، اور پھر ایسے زمانے میں جب کہ مادیت کا ہر طرف غلبہ ہے اور لوگ روحانی افلاس کا شکار ہیں۔

زمانہ قدیم سے طب اور علاج مذہب اور دین سے جڑے ہیں، لوگ امراض سے شفا حاصل کرتے پنڈتوں اور کاہنوں کے پاس جاتے اور وہ روحانی پیشوا کچھ خاص طریقوں سے ان کا علاج کرتے اور یہ طریقہ بابل، کلادن، اور آشوریوں کے یہاں رائج تھا، مصر اور ہندوستان میں زمانہ قدیم ہی سے تعویذ اور گنڈوں کا استعمال عام تھا، یونانیوں کے یہاں علم طب دیندار طبقہ کے ساتھ خاص تھا، مریض عبادت گاہوں کا چکر لگاتے، کاہنوں کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ بحالت خواب مرض وعلاج کی تشخیص کرتے ہیں۔

ماضی کا انسان امراض اور اسباب علاج کو دین و مذہب سے جوڑے ہوتا تھا لیکن آج مغربی و مادی تہذیب میں گھل مل کر انسان اس سے بالکل غافل ہو چکا ہے، اور بے شمار لاعلاج امراض میں گھر کر بھی دین و اخلاق اور اعلیٰ اقدار سے کوسوں دور ہے، یہی وجہ ہے کہ انسان بے شمار جسمانی اور نفسیاتی امراض میں گھر گیا ہے، یہ بیماریاں ان معاشروں میں بکثرت ہیں جو مادیت میں غرق ہیں اور فضائل واخلاق سے بہت دور، آج خطرناک ترین بیماریوں کے گراف بڑھتے جارہے ہیں، ایڈز، منشیات کی لت دل کی بیماریوں، دورے اور شوگر جیسی مہلک بیماریاں عام ہو رہی ہیں، ایک جائزہ کے مطابق ۱۰ رفیصد امریکی عوام نفسیاتی امراض میں مبتلا ہیں، ۸۵ رفیصد لوگ ذہنی و دماغی الجھنوں کا شکار ہیں، شفا خانوں میں ۵۰ رفیصد سیٹیں ایسے مریضوں کے لئے خاص ہیں جو ذہنی و دماغی امراض میں مبتلا ہیں۔

گذشتہ ادیان کے ماننے والے علاج و معالجہ کا رشتہ مذہب و دین سے جوڑے ہوئے تھے جب کہ مذاہب انسانوں کے خود ساختہ تھے، آسمانی مذاہب اس کے زیادہ اہل ہیں کہ دوا علاج کو مذہب سے جوڑیں، دین اسلام جو ہر طرح کی تحریک و تاویل سے پاک ومبرا ہے اس پر یہ ذمہ داری مزید عائد ہوتی ہے، جب کہ سورۂ حجر کی آیت ۹ میں ارشاد ہے: ''بیشک یہ کتاب نصیحت ہم ہی نے اتاری اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں''۔ مذہب اسلام پوری انسانیت کے لئے ہدایت ورحمت کا دین ہے، ایک کامل ومکمل نمونہ حیات ہے، انسان کی زندگی کو راحت بخشنے والا مصائب وآلام سے چھٹکارا دلانے والا دین ہے، دنیا وآخرت کی فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔ قرآن وحدیث میں امراض اور ان کے اسباب وعلاج مذکور ہیں۔

نماز اسلام کا پہلا رکن ہے اور اسی پر دین کی بنیاد رکھی گئی ہے، یہ دوسرے خصائص کے ساتھ ظاہری وباطنی آلودگیوں سے پاکی کی علامت ہے جو غسل یا وضو کے طریقہ سے حاصل ہوتی ہے، برائیوں سے دوری اور اخلاق حسنہ سے متصف ہونے کا ذریعہ ہے، نماز برائیوں اور منکرات سے روکنے والی ہے، اس میں نشاط، دل کا سکون و اطمینان موجود ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلالؓ سے فرمایا کرتے: بلال نماز کے ذریعہ راحت و سکون پہونچاؤ۔ ماہرین اطباء نماز سے جسمانی فوائد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ جسمانی اعضاء کو طاقتور بناتی ہے اور نظام ہضم کو مضبوط بناتی ہے، طویل سجدے ہائی بلڈ پریشر کو کم کرتے ہیں، رات کی عبادتیں زیادہ موثر ہوتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ راتوں میں نماز کی ادائیگی وعبادت گذاری یہ صالحین کا طریقہ ہے اور جسمانی امراض کے خاتمہ کا ذریعہ ہے۔

اسلام کا تیسرا رکن روزہ دوسری خصوصیات کے ساتھ نظام ہضم کو راحت بخشتا ہے اور آج کے اس ترقی یافتہ دور میں متعدد بیماریوں سے نجات پانے کا طریقہ بھی ہے، چنانچہ جسمانی موٹاپا، معدہ کی خرابی، شوگر اور دیگر جسمانی عضلات کی خرابیوں میں روزہ بہت ہی کارآمد ہے، قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے، سال میں ایک مہینہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے، ''مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ پرہیزگار بنو''۔ (سورۂ بقرہ آیت: ۱۸۳)

دوسری طرف عام طور پر کھانے پینے میں بے جا اسراف سے منع کیا گیا ہے'' کھاؤ، پیو اور بیجا نہ اڑاؤ'' (سورہ اعراف: ۳۱)، حدیث شریف میں ہے روزہ رکھو اور صحت یاب بنو، اس مناسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وارد ہے کہ معدہ بیماریوں کا گھر ہے اور پرہیز دوا کی اصل ہے روزہ شہوت کا ازالہ ہوتا ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان حضرات کو جو شادی کی استطاعت نہیں رکھتے روزہ کی تلقین فرماتے، اور فرماتے کہ روزہ شہوت کو توڑنے والا ہے۔

اسی طرح اگر دیگر اسلامی تعلیمات کو پیش نظر رکھا جائے تو بیشتر امراض سے انسان اپنے کو محفوظ رکھ سکتا ہے، کھانے پینے میں ایسی اشیاء سے پرہیز کرے جو صحت کے لئے مضر ہوں، قرآن کریم نے جامع انداز میں محرمات کو بیان کیا ہے، ''اس نے تم پر مرا ہوا جانور اور لہو اور سور کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کیا، ہاں جو ناچار ہو جائے۔ (بشرطیکہ) خدا کی نافرمانی نہ کرے اور حد (ضرورت) سے باہر نہ نکل جائے اس پر کچھ گناہ نہیں، بے شک خدا بخشنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔'' (البقرۃ: ۱۷۳)

اسلام نے شراب اور ہر نشہ آور شے کو حرام قرار دیا اور اس چیز کو ناجائز بتلایا جو صحت انسانی کے لئے مضر ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے (یہ سب) ناپاک اعمال شیطانی میں سے ہیں سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ'' (المائدہ: ۹۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور یہ حرام ہے۔

اب ہم اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں جس میں یہ کہا گیا ہے کہ دین دار حضرات دماغی و نفسیاتی الجھنوں کا کم شکار ہوتے ہیں اور بیماریاں انہیں بہت کم لاحق ہوتی ہیں، دیگر لوگوں کے مقابلہ میں قوت دفاع، ان میں زیادہ ہوتی ہے درحقیقت ذہنی اور نفسیاتی الجھنوں کا خاص سبب تنہائی، بیکاری کا احساس اور روحانی افلاس ہے، ظاہر ہے اسلام کی تعلیمات و احکامات نفسیاتی امراض کا علاج ہیں انسان اگر خدا کی کاریگری اور زمین وآسمان میں اس کی خلاقیت اور عجائبات پر غور کرے تو بہت سی نشانیاں ملیں گی اور اسے ذہنی وقلبی سکون حاصل ہوگا، ارکان اسلام پر ایمان رکھنے والا زندگی، موت، قضاو قدر پر یقین رکھنے والا شخص نفسیاتی قلق اور دماغی الجھنوں سے نجات پاتا ہے ''کوئی شخص مر نہیں سکتا بغیر اللہ کے حکم کے، ایک مقررہ وقت لکھ دیا گیا ہے۔'' (آل عمران: ۱۴۵)

''اور ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں اور اتارتے ہیں ہم اندازہ معین پر'' (الحجر: ۲۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رحم مادر میں انسان کا عمل، اس کی موت کا مقرر وقت، روزی، اس کی نیک بختی اور بدبختی لکھ دی جاتی ہے نماز میں خشوع، کامل راحت اطمینان ہے ایک صاحب ایمان نماز و تلاوت اور ذکر و دعا کے ذریعہ کامل راحت وسکون حاصل کرتا ہے، اور بہت سی بیماریوں سے نجات پاتا ہے قرآن کی تلاوت اور ذکر سے انسان متعدد بیماریوں میں شفا حاصل کرتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے ''اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں سے جس سے روگ دفع ہوں اور رحمت ہو ایمان والوں کے واسطے اور گنہ گاروں کا تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔'' (بنی اسرائیل: ۸۲)

''اے لوگو! تمہارے پاس آئی ہے نصیحت تمہارے رب سے اور شفا دلوں کے روگ کی اور ہدایت و رحمت مسلمانوں کے واسطے۔'' (یونس: ۵۷)

دعاؤں سے انسان نفسیاتی دماغی بیماریوں سے شفایاب ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں مرض جذام اور جنون جیسی مہلک بیماریوں سے شفا پاتا ہے ہر مومن کے لئے دعا لازمی ہے ارشاد باری ہے: ''اے ایمان والو! اللہ کا خوب ذکر کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح وتحمید کرو۔'' (احزاب: ۴۲) پھر ذکر الٰہی راحت قلب کا سامان ہے ''بیشک جو ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں بے شک اللہ کا ذکر دلوں کو مطمئن کرنے والا ہے۔'' (رعد: آیت ۲۸)

ڈاکٹر ہارولڈ کی یہ تحقیق کہ اہل ایمان مصائب سے کم دوچار ہوتے ہیں ایک حقیقت ہے

دین اسلام میں اس کی بڑی اہمیت ہے، دیندار حضرات جورات دن کلام اللہ کی تلاوت میں مشغول رہتے ہیں اور مصائب وآلام میں تقویٰ وصبر کے دامن کو نہیں چھوڑتے ہیں انہیں بیماریاں بہت کم لاحق ہوتی ہیں پھر اگر آتی بھی ہیں تو ان کا امتحان ہوتا ہے، اللہ کی طرف سے ایک آزمائش ہوتی ہے جس پر وہ صبر وشکر کے دامن کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے، صبر اور تقویٰ کا انعام نہایت عظیم ہے قرآن کریم کا ارشاد ہے: ''البتہ تمہاری آزمائش ہوگی مالوں میں اور جانوں میں اور البتہ سنو گے تم اگلی کتاب والوں سے اور مشرکوں سے بدگوئی بہت اور اگر تم صبر اور پرہیز کرو تو یہ ہمت کے کام ہیں۔'' (آل عمران: ۱۸۶)

''اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو تھوڑے سے ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میووں کے اور خوشخبری ہے ان صبر کرنے والوں کو کہ جب پہونچے ان کو کچھ مصیبت تو کہیں کہ ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔'' (البقرۃ)

قرآن کریم اس پر بھی زور دیتا ہے کہ تقویٰ دشواریوں کو دور کرتا ہے اور انسان بہت سے مصائب وآلام سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ ''جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اسے مشکلات سے نکلنے کا راستہ بتا دیتا ہے۔'' (طلاق: ۲) راحت وسکون اور رضا مومن بندے کا شعار ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن بندے کی تو حالت ہی عجیب ہے اگر کوئی خوشی کی بات ہو تو شکر کرتا ہے یہ بھی خیر ہے، اور اگر مصیبت آئے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے خیر ہے۔

اگر آج انسانی معاشرہ اوہام وخرافات سے دور ہو کر صحیح اور راست دین کا متبع بن جائے، ہدایت اور نور ایمان اس کے اندر آجائے اور قول وعمل کے ذریعہ تمام معاملات میں دین کی تابع داری کرے اخلاق فاضلہ اور اعلیٰ اقدار کا پیکر بن جائے تو اس کی تمام مشکلات خود بخود دور ہو جائیں اور جسمانی اور نفسیاتی امراض اجتماعی اور معاشی دشواریاں ختم ہو جائیں، بھلائی اور سعادت کے راستے کھل جائیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم کھول دیتے ان پر نعمتیں آسمان وزمین سے'' (اعراف: ۹۶)

لندن بم دھماکے قابل مذمت ہیں

مسلم حکمراں، دانشور اور علماء کرام جس طرح مغربی طاقتوں کے پروپیگنڈہ کے سامنے سرنگوں ہوتے جا رہے ہیں، یہ بات ہر مسلمان کے لئے باعث تشویش ہے، مغرب کا کھلم کھلا ایجنڈا یہ ہے کہ یو این او کو آلہ کار بنا کر پوری دنیا سے مغربی فکر وفلسفہ، تمدن وکلچر اور اقدار کی بزور طاقت اطاعت کرائی جائے حتیٰ کہ مغرب نہایت مکاری سے اپنی گندی چیزوں مثلاً ہم جنسی تک کو انسانی حقوق میں داخل کر کے دنیا کے اقوام ومذاہب پر جبراً مسلط کرتا جا رہا ہے۔ چند سال پہلے ایک ایسے ہی کیس میں مجرم کو مصری عدالت سے شریعت کے مطابق سزا پر حسنی مبارک کو مغرب سے یہ کہہ کر معافی مانگنی پڑی تھی کہ ابھی ہمارے معاشرے پر قرآن کا کچھ (فرسودہ) اثر باقی ہے، (نعوذ باللہ) یہ بات ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا عیسیٰ منصوری نے فورم کے ہنگامی اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے کہی جو دہشت گردی اور لندن دھماکہ کی صورت حال پر غور وخوض کے لئے کیا گیا تھا۔ اجلاس میں لندن بم دھماکوں کی بھرپور مذمت کی گئی اور اسے سراسر اسلامی تعلیمات کے خلاف قرار دیا گیا۔ ساتھ ہی عراق میں امریکی برطانوی غاصبانہ قبضہ کے بعد ایک لاکھ کے قریب بے قصور لوگ ہلاک کئے جا چکے ہیں جن کی وجہ سے بعض جذباتی مسلم نوجوان اپنا ذہنی توازن کھو چکے ہیں۔ اجلاس میں امریکی سینیٹ کی آرمڈ سروسز کمیٹی کی رپورٹ پیش کی گئی جو چھ ہزار صفحات کے علاوہ ہزاروں تصاویر، ویڈیو کیسٹ اور سی ڈیز پر مشتمل ہے، جس کے مطابق خواتین کے سامنے ان کے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کے جسم کو تیز دھار آلات سے کاٹا گیا اور آگ میں جلایا گیا ان معصوم بچوں کی لاشوں کو ان کے اقرباء کے حوالے کرنے کے بجائے صحرا میں دبا دیا گیا اس طرح مسلم قیدی نوجوانوں پر، لوہے کی زنجیروں سے ان کے ہاتھ پاؤں جکڑ کر کتوں کو چھوڑ دیا جاتا، خون سے لت پت قیدی تڑپ تڑپ کر چند گھنٹوں میں مر جاتے، رپورٹ کے مطابق اس شرمناک طریقے سے مرنے والے قیدیوں کی تعداد ۳۰۰ کے قریب بتائی گئی ہے امریکی اعلیٰ افسران حتیٰ کہ رمسفیلڈ اور کونڈولیزا رائس شروع ہی سے اس درندگی سے واقف تھے۔ اجلاس نے زور دیا کہ دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے انصاف اور سنجیدگی کے ساتھ اس کے اسباب اور عوامل کا جائزہ لیا جائے اور فی الفور عراق، افغانستان اور مسلم ممالک سے امریکی واتحادی فوجیں واپس آئیں۔

اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ حکومت اپنی خارجہ پالیسی کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لے جس کی وجہ سے دنیا کی دو بڑی قوموں کے درمیان نفرت بڑھتی جا رہی ہے، یاد رہے کہ دنیا کے چوتھائی کے قریب ممالک کرسچین اور مسلمان ہیں۔ لندن بم دھماکوں میں بش اور بلیئر کی خارجہ پالیسی کا کوئی عمل دخل نہ ہونا خلاف عقل بات ہے۔

(جناب عیسیٰ منصوری صاحب)

مطالعہ کی میز پر

مولانا شمس الحق ندوی

نام کتاب: امیر شریعت نقوش وتأثرات

مرتب۔ مفتی عطاء الرحمٰن قاسمی

اس وقت'' حضرت امیر شریعت نقوش وتأثرات '' کا تیسرا ایڈیشن خوبصورت جلد اور اعلیٰ طباعت کے ساتھ چوٹی کے اہل قلم کی نگارشات کے حسین گلدستہ کی شکل میں نگاہوں کے سامنے ہے۔

کتاب کے مندرجات پر گواس سے قبل بھی نظر پڑی پڑھا اور مولانا رحمۃ اللہؒ کے منصب ومقام کو تازہ کیا تھا اس وقت جب کتاب ہاتھ میں آئی تو چونکہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو نگاہوں سے اوجھل ہوئے طویل عرصہ گذر چکا ہے، اس لئے ان کی بار بار ندوہ آمد اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے ملاقاتوں، ایک دوسرے کے نہ صرف احترام واکرام بلکہ پرخلوص اعتماد ومحبت کا سراپا ان کی باوقار چال ڈھال اور انداز کلام، خوردوں کے ساتھ شفقت وعنایت اور قومی وملی درد کا نقشہ اس طرح نگاہوں میں گردش کرنے لگا کہ ہوش وشعور کی تاریخ کے ۲۰۔۲۵ سال کی تاریخ کی ریلس تیزی سے گھومنے لگیں اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملک کے طول وعرض میں مختلف تحریکوں اور جلسوں میں شرکت کی غرض سے کبھی یہاں کبھی وہاں کے سفروں کی تصویریں ایک ایک کر کے سامنے آنے لگیں۔ اور حضرت امیر شریعت کی اولوالعزمی، جوش وولولہ اور دینی، ملی، اور قومی وملکی مسائل کی الجھی ہوئی ڈور کو سلجھانے کی فکر میں دیوانہ وار پھرنے کا سراپا اس طرح نگاہوں میں پھر گیا کہ جیسے کسی نئی شخصیت کے بارے میں کچھ معلوم رہا ہو جسے دیکھا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کے مراتب کو بہت ہی بلند فرمائے اور قوم وملت کی طرف سے ان کو بہترین صلہ عطا فرمائے۔

زیر نظر مجموعہ میں حضرت امیر شریعت کے کمالات علمی، حق گوئی وصداقت، اور ملی وقومی درد کو اس طاقت وحقیقت پسندی سے پیش کیا گیا ہے کہ اس کو پڑھ کر قاری کی دینی غیرت وحمیت، خودداری وبے باکی، تحفظ شریعت واصلاح قوم ومعاشرہ کی دبی ہوئی چنگاری بھڑکے اور بھڑک کر شعلۂ جوالہ بنے اور اسی حسن ادا کے ساتھ دین وملت کی خدمت کے جذبہ کو بیدار کرے جو امیر شریعت کی زندگی میں نظر آتا ہے۔

حضرت امیر شریعت کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو پیش کرنے کے لئے اس مجموعۂ مضامین میں ستر سے زائد اہل قلم نے حصہ لیا ہے۔ جن میں چند حضرات کے نام بطور نمونہ پیش کر دینے ہی سے اس کی اہمیت وقدر وقیمت کا اندازہ ہو جائے گا،

مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی معتمد تعلیمات دارالعلوم ندوۃ العلماء۔ پروفیسر خلیق احمد نظامیؒ۔ پروفیسر خواجہ احمد فاروقی۔ مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ پروفیسر نثار احمد فاروقی۔ قاضی اطہر مبارک پوریؒ۔ مولانا عزیز الحسن صاحب صدیقی۔ مولانا کلیم رحمانی۔ شاہد صدیقی۔ مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب۔ مفتی فضیل الرحمٰن صاحب۔

حضرت امیر شریعت کے والد ماجد ندوۃ العلماء کے بانی تھے۔ لیکن ضعف وعلالت اور بعض خاص حالات کی بنا پر ندوۃ العلماء کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے بعد بھی ندوۃ العلماء ہی کے تخیل ونصاب اور طرز تعلیم کو پسند کرتے تھے اور اس کو ترجیح دیتے تھے، حضرت امیر شریعت نے خود حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی سے بیان کیا کہ مونگیر میں رہ کر جب ان کی اور ان کے برادر محترم مولانا سید نور اللہ صاحب رحمانی کی تعلیم کا خاطر خواہ نظم نہ ہو سکا تو مولانا سید مرتضیٰ چاندپوری نے (جن کی خانقاہ میں آمد ورفت تھی) کئی بار ان دونوں بھائیوں کو ہندوستان کے ایک بڑے دارالعلوم میں بھیجنے کا مشورہ دیا لیکن، مولانا نے اس پر عمل نہیں کیا ایک مرتبہ غالباً برادر اکبر مولانا لطف اللہ صاحب نے یا کسی اور بڑے فرد خاندان نے کہا کہ اگر آپ ان دونوں کو فلاں جگہ نہیں بھیجتے تو لکھنؤ ہی دارالعلوم ندوۃ العلماء میں بھیج دیجئے'' مولانا نے اس مشورہ کو قبول کر لیا اور دونوں بھائیوں کو ندوہ بھیج دیا۔ دونوں بھائیوں نے چار سال دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تعلیم حاصل کی ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷ء کو والد صاحب (یعنی مولانا مونگیری) کی وفات ہوگئی تو دارالعلوم دیوبند گئے، اور وہاں تعلیم مکمل کی۔

خاص نمبر میں مولانا کی جن خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے وہ والد ماجد بانی ندوۃ العلماء اور ندوہ میں چار سال گذارنے کا عکس جمیل ہے۔

معہد دارالعلوم سکروری میں سالانہ انعامی مقابلہ

امسال بھی معہد دارالعلوم سکروری میں سالانہ انعامی مقابلے نہایت جوش وخروش کے ساتھ منعقد ہوئے۔ جناب شبیر ندوی کی قیادت میں طلباء واساتذہ معہد نے سرگرمی ودلچسپی کا مظاہرہ کیا اور دارالعلوم ندوۃ العلماء سے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کے علاوہ دیگر اکابر اور اساتذہ دارالعلوم نے شرکت فرمائی۔ معہد کے جلسہ تقسیم انعامات میں حضرت ناظم صاحب مدظلہ العالی اور پروفیسر وصی احمد صدیقی صاحب کی شرکت متوقع ہے۔ جلسوں کے کامیابی کے ساتھ انعقاد پر ادارہ ذمہ داران معہد واساتذہ اور طلباء کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔

ایک تعارف

''نعت النبی نمبر'' ماہنامہ ''ندائے شاہی'' مرادآباد

مرتب: جناب مولانا سید سلمان منصور پوری

تعارف از: مولوی محمود حسن حسنی

''جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کے بارے میں مبالغہ سے کام لیا ہے، میں صرف اللہ کا بندہ ہوں لہٰذا تم لوگ یوں کہا کرو کہ اللہ کا بندہ اور رسول ہوں میری تعریف میں اس طرح مبالغہ نہ کرو۔'' (صحیح البخاری)

اس حدیث پاک سے رسول ﷺ نے نعت کہنے والوں کے لئے ایک پیمانہ مقرر کر دیا، حقیقت میں نعت کہنا ایک بڑا نازک اور پیچیدہ کام ہے کہ عقیدت ومحبت کا اظہار ہو مگر غلو اور مبالغہ سے خالی ہو، نعت کہنے والے دو قسم کے رہے ہیں ایک قسم ان لوگوں کی ہے جنہوں نے حدود وقیود سے الگ ہو کر نذرانۂ عقیدت پیش کیا، ان کے نزدیک بس عقیدت کا اظہار تھا، امنگوں اور جذبات کو پیش کرنا تھا، ان کو یہ نہیں دیکھنا تھا کہ اس کے متعلق ہم جن جذبات کو پیش کر رہے ہیں، اس کی اس سلسلہ میں تعلیمات کیا ہیں، دوسری قسم ان حضرات کی ہے جنہوں نے اظہار وعقیدت میں اس بات کا پورا پاس ولحاظ رکھا محبت وعقیدت کا اظہار ایسا کیا کہ دل نکال کے رکھ دیا، اس کے ساتھ تعلیمات نبوی کا ایسا لحاظ کہ اس پر ذرا آنچ نہیں آنے دی، مرتب موصوف جو ایک مجاہد صاحب قلم اور صاحب دین ہیں انہیں آخر الذکر شعراء کے کلام سے نعت وسلام کا ایک حسین انتخاب جمع کر کے شائع کیا ہے، جس نے گلدستۂ نعت پاک کی شکل اختیار کر لی، اس کے دو ایڈیشن ختم ہو چکے ہیں، ہمارے پیش نظر تیسرا ایڈیشن ہے جو کچھ اضافوں کے ساتھ منظر عام پر آیا ہے، اس میں عہد نبوی سے لیکر عہد حاضر تک کی نمائندگی ہے، عربی نعتیہ کلام جہاں پیش کیا گیا ہے وہاں اس بات کی رعایت رکھی گئی ہے کہ اس کا ترجمہ بھی دے دیا جائے، اس میں صحابہ کرامؓ، کبار اولیاء اللہ، عارفین باللہ، علمائے ربانیین، مصلحین امت، اور دیگر باکمال شعراء اپنے جذبات عقیدت ومحبت کے سامنے جلوہ گر ہوتے ہیں، اور مردہ دلوں کو زندگی وحرارت اور زندہ دلوں کو قوت وطاقت بخشتے ہیں، تاریخ اسلام کے عہد پر نظر ڈالیں تو امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ ﷺ کے اوصاف کا بیان اور جگر پارۂ رسول حضرت فاطمہؓ غم فراق پیش کرتی نظر آتی ہیں، حضرت حسانؓ دفاع پیمبر کرتے اور حضرت کعب ابن رواحہؓ اپنی جان آپ ﷺ پر فدا کرتے نظر آتے ہیں، حضرت کعب بن زہیرؓ حضرت سواد بن قارب ؓ کا نذرانۂ عقیدت اپنی جگہ ہے۔

بارگاہِ نبوت میں سلام کی پیش کش کرتے سرتاج تابعین حضرت علی زین العابدین کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے، عربی شاعری میں کچھ ہندی شعراء بھی حب رسول کے جذبات پیش کرتے دکھائی دیتے ہیں، جن میں حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کا نعتیہ کلام بھی ہے، فارسی نعتوں کا بھی ایک انتخاب ہے گو مختصر اور قلیل صحیح، سعدیؒ، قدسی، شیفتہ، جیسے شہرۂ آفاق شعراء کے علاوہ خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت بختیار کاکیؒ، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، مولانا قاسم نانوتویؒ جیسی ہستیاں بھی ہیں۔

پھر اردو شعراء آتے ہیں ایک ایک کر کے باچشم گریاں محفل کو معطر کرتے جاتے ہیں، انہیں میں ایک حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ بھی ہیں، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ بھی ہیں، اور ان کے وابستگان سلسلہ کی ایک زرّیں جماعت بھی ہے، جن میں مولانا قاسم نانوتویؒ، مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ، مولانا اسعد اللہ رامپوریؒ، خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ، مولانا سید سلیمان ندویؒ، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ، صوفی عبد الرب صاحبؒ، مولانا محمد ثانی حسنیؒ، مولانا نسیم احمد فریدیؒ، حضرت شاہ نفیس الحسینیؒ، مولانا حکیم اختر صاحب، قاری طیب صاحب قاسمیؒ، قاری صدیق صاحب باندویؒ، مفتی شفیع صاحب دیوبندیؒ، وغیرہ اور دیگر حضرات میں عارف باللہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپ گڑھیؒ، سید سلمان گیلانیؒ، زائر حرم حمید صدیقی، علامہ اقبالؒ، ماہر القادریؒ، انور صابری ؒ، مولانا عبدالباری آسیؒ، اقبال سہیلؒ، امۃ اللہ تسنیم صاحبہ ہمشیرہ مولانا سید ابو الحسن علی صاحب ندویؒ، جناب عروج قادریؒ، کلیم عاجز، امیر مینائی، اقبال عظیمؒ، بہزاد لکھنویؒ، مائل خیرآبادیؒ، ذکی کیفی ؒ، اور ان کے علاوہ کی ایک تعداد ہے ایک ایک کا نام لینے کا یہ موقع نہیں۔

مرتب موصوف مولانا مفتی سیّد محمد سلمان منصور پوری مدیر ماہنامہ ''ندائے شاہی'' نے اس مجموعہ نعتیہ کلام کو پہلے ندائے شاہی کی خصوصی پیش کش کے طور پر نکالا تھا، مگر اب یہ متعدد اضافوں کے ساتھ ایک گرانقدر کتاب ہی نہیں، کتبخانہ میں ایک قیمتی اضافہ ہے، رسول ﷺ کی نسبت کا لحاظ کرتے ہوئے کہ وہ پیغمبر ہیں تو اللہ رب العالمین کے ہیں، اس لئے حمد ومناجات کا ایک حصہ بھی رکھا ہے، جس میں پہلی جگہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی رکھی ہے، ۳۷ حمد ومناجات اس میں دی گئی ہیں آخری علامہ اقبالؒ کی ہے۔

ایک کام یہ بھی مرتب موصوف نے اچھا کیا ہے کہ محبت رسول ﷺ اور اسکے تقاضوں پر خود ایک مضمون سپرد قلم کر کے آغاز کتاب کیا ہے، مزید حیات طیبہ پر ایک نظر مولانا عثمان ہرونی سے ڈلوائی ہے، دلائل نبوت، شمائل رسول، اخلاق نبوت پر ان کے اپنے مضامین ہیں جو اس مجموعے میں شامل کئے گئے ہیں، مولانا عاشق الٰہی صاحب برنی کا روح پرور مضمون آداب نبوی بھی شامل ہے، درود شریف کی فضیلت واہمیت پر دو مضامین ہیں جن میں ایک حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ہے۔

نعت النبی، تعارف، فضیلت، حدود وآداب جیسے قیمتی مضامین بھی ہیں جن کے لکھنے والوں میں مشہور صاحب قلم حضرات سید حسن مثنیٰ ندوی اور مولانا محمد تقی عثمانی، مولانا رشید رشیدی، مولانا ولی عظیم آبادی، مولانا ساجد اعظمی، مفتی نشاط عثمانی، اور ڈاکٹر آصف مرادآبادی ہیں، غرض مرتب میں مرتب موصوف نے اپنے جن معاونین کا خصوصی شکریہ ادا کیا ہے، ان میں مولانا معز الدین قاسمی، مولانا کلیم اللہ صاحب اور مولانا عمران اللہ صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں، اس کی پہلی اشاعت اکتوبر ۲۰۰۳ء کو سامنے آئی، دوسری اشاعت ستمبر ۲۰۰۴ء کو اور یہ تیسری اشاعت اپریل ۲۰۰۵ء کو منظر عام پر آئی، قیمت ۳۰۰ روپے رکھی گئی ہے صفحات ۶۵۶ ہیں رابطہ کا ذریعہ ماہنامہ ندائے شاہی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد ہے۔

.....

نام کتاب: شرف محنت وکفالت

مؤلف: شمیم طارق صاحب

ناشر: حاجی غلام محمد اعظم ایجوکیشن ٹرسٹ ہدایت اللہ روڈ، پونہ

کتاب کا چوتھا ایڈیشن پیش نظر ہے، پونہ کی معروف شخصیت منور پیر بھائی نے اس کی اشاعت کا بار اٹھایا ہے، حضرت مولانا سیّد ابو الحسن علی حسنی ندویؒ کے گرانقدر تقریظی کلمات سے مزین ہے، ان کے جانشین حضرت مولانا سیّد محمد رابع حسنی ندوی مدظلہم کا مقدمہ ہے، مولانا شاہ عون احمد صاحب قادری کہتے ہیں کہ شرف محنت وکفالت کے موضوع پر یہ کام قرآن کریم اور احادیث نبوی کے حوالوں سے مزین ہے، اور وسعت نظر کے ساتھ یہ کام انجام پایا ہے، محنت واجرت، کام نہ کر سکنے والوں کا معاشی تحفظ، محنت اور پیشوں کے حقیر ومذموم ہونے کا جاہلی تصور، محنت وصلاحیت میں باہمی شرکت ومضاربت فقر وفاقہ، توکل اور عمل، ملازم اور مزدور کے انتخاب کا معیار، روزگار کی ضمانت، اور بیواؤں اور بچوں کی کفالت، حق محنت اور خدمت، حد سے زیادہ کام لینے کی ممانعت، حق، خدمت گاروں اور محتاجوں کو عطا وبخشش، ملازم ومزدور کی ذمہ داریاں، پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے معاشی حقوق، انفاق با لفقر، اشتراکیت اور اسلام، اور قرض پر مضامین کا یہ مجموعہ ہے، ۱۴۶ صفحات ہیں، ان مضامین میں اسلام کے اقتصادی نظام اور اس کے مالیاتی تصور میں انسانی حقوق کی رعایت پر اچھی نظر ڈالی گئی ہے، اس مجموعہ مضامین کی قیمت ۷۰/- روپے ہے۔

ندوہ میں یوم آزادی کی تقریب

۱۵ اگست ۲۰۰۵ء کو جشن آزادی کے موقع پر ایک سادہ مگر باوقار تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ پرچم کشائی کے بعد ایک جلسہ منعقد ہوا جسے ڈاکٹر سعید الرحمٰن الاعظمی ندوی مدظلہ العالی کے علاوہ دیگر اساتذہ دارالعلوم نے خطاب کیا، اس موقع پر مجاہدین آزادی کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا گیا خصوصاً طبقۂ علماء کی بیش بہا قربانیوں کا تذکرہ کیا گیا آزادی کے بعد ملک کی تعمیر وترقی کے تذکرہ کے ساتھ مسلمانان ہند کے اپنے مثبت وتعمیری کردار کے ادا کرنے کی بات یاد دلائی گئی اور جمہوری نظام میں مسلمانوں کی ترقی وبہبود کے امکانات پر روشنی ڈالی گئی تا کہ ملک کے روشن مستقبل کی تعمیر میں ان کے رول کو آنے والا مورخ زریں الفاظ میں لکھ سکے۔ مقررین میں جناب مولانا غازی پوری اور ڈاکٹر ہارون رشید قابل ذکر ہیں۔

آنکھوں کی جانچ اور چشموں کا ایک قابل اعتماد مرکز

چشمہ ساگر

ہمارے یہاں کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ کی جاتی ہے

Auto Refractor Meter AR-860

فوٹو کرائک ☆ کونٹیڈ لینس ☆ بائی فوکس ریزی لینس

فینسی پاور اور دھوپ کے چشمے

ایک بار خدمت کا موقع دیں

آپٹیشین: اے رحمان (علیگ)

۲۱۲، معتبر گنج، اعظم گڑھ، فون 222008

ایک تعارف

رحل: نعتیہ کلام کا ایک مجموعہ

(از: جناب تسنیم فاروقی)

مولوی محمود حسن حسنی کے قلم سے

نام کلام: رحل (نعتیہ کلام)
شاعر: جناب تسنیم فاروقی

یہ سن ۵۸ء سے ۱۹۹۸ء تک کا نعتیہ مجموعہ کلام جناب تسنیم فاروقی کا ہے، لکھنؤ کی یہ ایک معروف شخصیت ہیں تحریک مدح صحابہؓ سے جڑے یہ شاعر نہ صرف ہر دلعزیز اور مقبول ہیں بلکہ اپنے فن اور کلام میں شعراء کے درمیان امتیازی شناخت رکھتے ہیں، عارفین باللہ اور ربانی علماء سے محبت وعقیدت رکھتے ہیں، صحیح فکر اور اچھی صحبتوں کا اثر ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی عشق ومحبت میں تڑپتا دل رکھتے ہیں جس کے اثرات ان کی شاعری پر مرتب ہوئے ہیں یہ نعتیہ کلام ''رحل'' اس کا ایک شاندار نمونہ ہے، مخدومی مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب ندوی نے اسے ملاحظہ فرمایا تو انہوں نے تحسین آمیز کلمات ادا فرمائے، اللہ کے رسول ﷺ کی نعت سے پہلے حمد کے اشعار پیش کئے ہیں، مگر یہ کہہ کر اپنی عاجزی بھی پیش کی ہے ۔

تری حمد لکھنے کا شوق تھا جو عطا ہوا وہ رقم کیا
مجھے حق کہاں ہے کہ یہ کہوں میری فکر میرا کلام ہے

نعت کہنے میں بھی وہ اپنے کو عاجز سمجھتے ہیں ۔

ترے تذکرے کے قابل میری عاجزی کہاں ہے
ترا نام ہے محمد تری بزم آسماں ہے

اور آپ ﷺ کے مقام عالی کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔

تسنیم ساری عمر کی سانسوں کا ہے نچوڑ
جو آہ سرد ہونٹوں پہ صلِ علیٰ ہوئی

ان کا چلا چل تحریک مدح صحابہؓ کے ترانہ کی حیثیت رکھتا ہے، جس کا پہلا شعر ہے ۔

صحابہ کا پرچم اٹھائے چلا چل
قدم آگے بڑھائے چلا چل،

اپنے ایک شعر میں آداب طیبہ کا خلاصہ پیش کرتے ہیں ۔

ایمان اس مقام کا پہلا اصول ہے
دل صاف کر کے آؤ یہ شہر رسول ہے

مومنین کے لئے محشر کی تصویر کشی ان کے اس شعر میں ہے ۔

محشر میں نبی کے متوالو رحمت کی وہ برساتیں ہوں گی
کوثر کی صراحی چھلکے گی ساقی سے ملاقاتیں ہوں گی

سلام پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔

ہزار بار گزارش ہزار بار سلام
محمد عربی تم پہ بے شمار سلام

اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے آپ کے صحابۂ کرام کو بھی سلام پیش کر کے تسکین قلب حاصل کرتے ہیں ۔

جو قدم بوسی میں تھے ان لالہ زاروں کو سلام
جن پہ چلتے تھے نبیؐ ان رہ گزاروں کو سلام

جناب تسنیم فاروقی ان باکمال شعراء میں ہیں جنہیں تعارف کی احتیاج نہیں، وہ ان مداحین رسول ﷺ میں ہیں جو تعریف سے بے نیاز ہو کر عشق ومحبت کے آنسو سے زمیں تر کرتے ہیں ان کا یہ رنج بھی صحیح ہے کہ یہ مجموعۂ کلام نعت ایسے وقت میں سامنے آرہا ہے کہ ایک سچا عاشق رسول مفکر اسلام مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحلت جاودانی فرما چکے ہیں

۳۲۰ صفحات کے اس مجموعۂ نعت پر ۱۵۰/- روپئے کی قیمت درج ہے، یہ کتاب فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی اتر پردیش کے جزوی مالی اور تعاون سے شائع ہوئی ہے،

یہ مجموعۂ نعت مکتبہ ندوۃ العلماء لکھنؤ، مکتبۃ الحرمین کچہری روڈ لکھنؤ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

''جمعیۃ الاصلاح'' کی ثقافتی سرگرمیاں

تعلیمی سال اختتام پذیر ہوا چاہتا ہے طلبہ کی انجمن الاصلاح کے ثقافتی پروگراموں کا سلسلہ بھی تمام ہو رہا ہے۔ گذشتہ دنوں:

(۱) بزم سلیمانی جمالیہ ہال کی صدارت جناب مولانا عبداللہ الحسنی نے فرمائی۔

(۲) بزم مناقشہ جمالیہ ہال کی صدارت مدیر تعمیر حیات نے کی۔

(۳) ۱۴/اگست کی شب میں روایتی بیت بازی کا اہتمام کیا گیا۔ جس کی صدارت جناب وسیم مدنی نے کی۔

(۴) طلبائے بنگال کے ایک ثقافتی ومشاورتی پروگرام میں جناب مولانا سید سلمان الحسینی نے شرکت فرما کر اس بزم کی رونق بڑھائی

(۵) ۲۱/اگست کو سلیمانیہ ہاسٹل میں منعقدہ مناقشہ بعنوان ''میڈیا کا فروغ سماج کے لئے مفید یا مضر'' کی صدارت مدیر تعمیر حیات نے کی۔

جمعیۃ الاصلاح کا مقصد ہے طلبہ کی خوابیدہ تحریری وتقریری صلاحیتوں کو بیدار کرنا، ان کے ذوق مطالعہ کو مہمیز کرنا اور ان کی انتظامی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ان کو صحیح سمت فکر دینا ان مقاصد کے لحاظ سے جمعیۃ کا امسال کا ثقافتی سفر الحمد للہ مفید وکارگر رہا۔

(پروپرائٹر: ولی اللہ)

Mob. 9415090544, Shop : 2627446, Res. : 2254796

WALI ULLAH JEWELLERS
All Kinds of Gold, Silver & Diamond Jewellery

ولی اللہ جویلرس
Jutey Wali Gali, Aminabad, Lucknow - 226 018

قنوج کے قدیم مشہور ومعروف کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ واعلیٰ شمامۃ العنبر
☆عطر گلاب ☆روح خس ☆عطر موتیا ☆عطر حنا ☆عطر گل ☆عطر کیوڑہ
☆اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں فون: 234445

محمد یٰسین محمد یامین تاجران عطر
ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر، قنوج یوپی آئیڈیل پرفیوم سنٹر (پرائیویٹ لمیٹیڈ) قنوج

دو تازہ تالیفات

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ ایک عہد ساز شخصیت
از: حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب حقی
ایک تذکرہ
از: مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن الاعظمی ندوی

Maqbool Mian Jewellers
مقبول میاں جویلرس
Jutey Wali Gali, Aminabad, Lucknow
Phone : 2618636, 2258506
Mobile : 9415001207

IZHARSON PERFUMERS
Phone : 0522-2255257
اظہارسن پرفیومرس
لکھنؤ کے قدیم مشہور ومعروف صندل سے تیار کردہ خوشبودار عطریات
روغنیات، عرقیات، کولر پرفیوم، کار پرفیوم، روح گلاب، روح کیوڑہ،
عرق کیوڑہ، عرق گلاب، اگربتی، ہربل پروڈکٹ
کی ایک قابل اعتماد دکان
ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں
اکبری گیٹ، چوک، لکھنؤ ۳
تیار کردہ
Izharson Perfumers
Akbari Gate, Chowk, Lucknow-226003
E-mail : izharsonperfumers @yahoo.com

ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز
اعلیٰ کوالٹی، جدید ترین فیشن کے ساتھ
Shirts, Trousers, Coat-Suits, Embroidered, Sherwanis, Pullowers, Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & Ties.
شادی بیاہ، تیوہار اور تقریبات کے لئے شاندار ذخیرہ، تشریف لائیں
menmark®
58, Habeeb Market, Hazrat Ganj, Lucknow
Phone (S)2616946, (R)2627443